

محکم دفت  
سفینہ  
کراچی



یا خدا اگر رضا کو چھڑا کر دے  
تو دنیا میں ہر گھڑی اپنی رضا کے واسطے

خدا دے گا جو رضا کو چھڑا کر دے  
تو دنیا میں ہر گھڑی اپنی رضا کے واسطے

# محکم دلائل سلفینہ

فاضل افتخار احمد رضا خان  
مدرسہ اسلامیہ دارالعلوم  
محمد اختر رضا خان  
قادیان، قادیان، قادیان

شیخہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ  
محمد احمد رضا خان  
قادیان، قادیان، قادیان

جلد نمبر ۲ ..... شمارہ نمبر ۲

جلد نمبر ۲ ..... شمارہ نمبر ۲

محمد رحیم داد قادیان

محمد یونس شاہ قادیان

محمد رحیم داد قادیان

محمد یونس شاہ قادیان

محمد رحیم داد قادیان  
محمد فضل احمد قادیان

محمد یونس شاہ قادیان  
محمد فضل احمد قادیان

نمبر شمار	مضمون	مصنف / مرتب	صفحہ نمبر
۱	قرآن کتاب ہدایت ہے لیکن.....!	ادارہ	۲
۲	کتاب محفوظ	مفتی احمد یار خان قادیان	۳
۳	اولاد دل کی تحفہ	حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری	۵
۴	اجالا جس کا ہے دو جہاں میں.....	سید آل رسول حسنین میاں قادیان	۶
۵	کنز الایمان اور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ	علامہ عبدالحکیم نعمانی	۷
۶	احقاق حق	حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری	۱۳
۷	زبان شناس مترجم	محمد اسحاق رضوی مصباحی	۲۱
۹	کنز الایمان، مسکن تکلف ترجمہ قرآن	محمد دانش احمد اختر قادری	۲۷
۱۰	حضور تاج الشریعہ کا دورہ بمصر و شام ۲۰۰۹	ادارہ	۳۲



زیر سالانہ: 150 روپے

فی شمارہ: 15 روپے



# قرآن کتاب ہدایت ہے لیکن.....!

یقیناً قرآن کتاب ہدایت بھی ہے، ضابطہ حیات بھی ہے، ذریعہ نجات بھی ہے، خود خالق کائنات نے قرآن مجید کو ”هُدًى لِّلنَّاسِ“ لوگوں کے لئے ہدایت فرمایا ہے لیکن اس سے ہدایت ملتی کسے ہے، اگر قرآن سے سب ہی ہدایت پاسکتے تو یہ گروہ بندیاں اور فرقے، لڑائی جھگڑے، جنگ و جدال کیوں ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ“ یہ ہدایت ہے نیکوں اور پرہیزگاروں کے لئے، مجھ سے ڈرنے والوں کیلئے۔ یہی لوگ قرآن سے ہدایت پاتے ہیں ورنہ ”يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا“ بے شمار اس قرآن کو پڑھ کر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ اور اسے پڑھ کر گمراہ کون ہوتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے: ”وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ“ اسے پڑھ کر گمراہ نہیں ہوتے مگر فاسق اور نافرمان۔

اس کتاب ہدایت کے پڑھنے والے گمراہ کیوں ہو جاتے ہیں قرآن فرماتا ہے اس لئے کہ ”تُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ“ یعنی بعض آیات پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کے منکر ہو جاتے ہیں۔ امام احمد رضا خان قادری رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: ”امروین کا مدار اور وہ جس پر نجات موقوف ہے پورے قرآن عظیم پر ایمان لانا ہے تو اکثر گمراہ یوں ہی گمراہ ہوئے کہ بعض آیتوں پر ایمان لائے اور بعض سے منکر ہو بیٹھے جیسے ”قدریہ“ (کاپے آپ کو خود اپنے اعمال کا خالق جانتے ہیں) اس آیت پر تو ایمان لائے کہ: ”ہم نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔“ اور اس آیت سے منکر ہو بیٹھے کہ: ”اللہ تمہارا بھی خالق ہے اور تمہارے اعمال کا بھی۔“ اور ”جبریہ“ (کسان کو پتہ کی طرح مجھ جانتے ہیں) اس آیت پر ایمان لائے: ”تم کیا چاہو گمراہ کہ چاہے اللہ جو مالک سارے جہاں کا۔“ اور اس آیت کے منکر ہوئے: ”یہ ہم نے ان کی سرکشی کا بدلہ دیا اور بیشک ہم ضرور سچے ہیں۔“ اور ”خارجی“ (کہ رب کبیرہ کو کافر کہتے ہیں) اس آیت کریمہ پر ایمان لائے کہ: ”بیشک فاجر لوگ ضرور جہنم میں ہیں قیامت کے دن اس میں جائیں گے۔“ اور اس آیت کے منکر ہوئے: ”بیشک اللہ کفر کو نہیں بخشا اور اس کے نیچے جتنے گناہ ہیں، جسے چاہے بخش دیتا ہے۔“ اور گمراہ ”مرجیہ“ (جو کہتے ہیں کہ مسلمان کو کوئی گناہ نہیں دیتا) اس آیت پر ایمان لائے کہ: ”اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے، بیشک وہی بخشے والا مہربان ہے۔“ اور اس آیت کے منکر ہوئے کہ: ”کوئی برا کام کرے گا اسے بدلہ دیا جائے گا۔“ اور اس کی مثالیں اور بہت ہیں۔“ جیسے محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت عام ہے ایسے ہی قرآن عظیم کی ہدایت عام ہے۔ یہ کسی گروہ، علاقے، زمانے یا قوم کے ساتھ خاص نہیں۔ اسی لئے جب اسلام عرب سے نکل کر گجی علاقوں میں پہنچا تو قرآن کے ترجمہ کی ضرورت پیش آئی تاکہ غیر عرب بھی احکام خداوند سمجھ سکیں۔ ترجمہ قرآن سے متعلق مباحث کثیر ہیں سردست ہم صرف صحیح ترین اور سب سے زیادہ پڑھے جانے والے ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ سے متعلق چند معروضات پیش کریں گے۔

برصغیر میں انگریز کے وارد ہونے سے قبل اسلامیان ہند متفقہ عقائد کے حامل تھے۔ انگریزوں نے ہندوستان پر مکمل قابض ہو جانے کے بعد اقتدار سے محروم کئے گئے مسلمانان ہند پر نہ صرف سیاسی، سماجی، معاشی اور معاشرتی مظالم کی انتہاء کی بلکہ انہیں ان کے دین سے پھیر دینے کی بھی بھرپور کوشش کی۔ انگریز شاطرنے جس طرح خدا روں اور لالچیوں کے ذریعہ جنگ کا میدان جیتا تھا، اسی طرح اس نے مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کا منصوبہ بنایا۔ ہندوستان بھر میں انہوں نے ایسے افراد کی تلاش شروع کر دی کہ جو ہوں تو مسلمانوں ہی میں سے، عالم، مولوی کہلاتے ہوں، صوفی یا ولی کا لبادے میں ہوں، بچہ و دستار کے پردہ میں ہوں لیکن ان کے منہ میں زبان انگریز کی ہو، اور وہ اپنی اس چال میں انتہائی کامیاب



اہل اسلام کے نزدیک اجتماعی اور انفرادی سطح پر قرآن عظیم کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر اسے ہی اپنے فتنوں کی بنیاد بنایا گیا۔ اول، ان لوگوں کے ذریعہ قرآن کریم کے غلط تراجم اور مفہیم عوام الناس میں پھیلانے گئے۔ دوم، یہ سوچ عوام کو دی گئی کہ قرآن آسان ہے اسے ہر شخص کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کی ذہنی استعداد اور علمی وقعت کچھ بھی ہو، عربی جانتا ہو یا نہیں قرآن کریم کے اسرار و رموز کو سمجھنے کیلئے ضروری بنیادی علوم سے واقف ہو یا نہیں۔ اسی فکر نے برصغیر میں فرقہ واریت کی بنیاد رکھی ہر ایرا غیر قرآن کو اپنی عقل کے مطابق سمجھنے کی کوشش کرنے لگا اور نتیجہ یہ نکلا کہ جو اپنی کھوپڑی میں آجائے وہی وحی الہی ہے اور جو کوئی اس کو نامانے کا فر ہے۔ اس طرز عمل نے امت کو گروہوں میں تقسیم کر دیا اور یہ تقسیم در تقسیم آج تک جاری ہے۔ یہ کارنامہ سرانجام دینے والوں کیلئے رب کریم کا ارشاد ہے: "لَوْلَيْكَ الَّذِينَ اخْتَرُوا الضَّلَالَةَ بِالْهَدَىٰ" (یہ لوگ جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی)۔

قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ تو خود اللہ رب العزت نے اپنے ذمہ لیا ہے یوں الفاظ قرآن تہذیبی و تحریف سے محفوظ ہیں اور رہیں گے اگرچہ انہیں بدلنے کی کوششیں پہلے بھی ہوتی رہی ہیں اور اب بھی ہو رہی ہیں۔ قرآن عظیم کو بنیاد بنا کر گمراہی پھیلانے والوں نے دو طریقہ استعمال کئے۔ ۱۔۔۔۔۔ قرآن عظیم کا غلط ترجمہ ۲۔۔۔۔۔ قرآن عظیم کا غلط مفہوم ان دونوں کی ایک ایک مثال ملاحظہ فرمائیں۔

غلط ترجمہ: "عصمت انبیاء" (یعنی انبیاء کا معصوم ہونا) بنیادی اسلامی عقائد میں سے ایک اہم ترین عقیدہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام شرک و کفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کیلئے باعث نفرت ہو جیسے کذب و خیانت و جہل و غیر با صفات ذمیرہ سے نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مروت کے خلاف ہیں قبل نبوت اور بعد نبوت بالا جماع معصوم ہیں اور کہاؤں سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ تعدد اصغائر سے بھی قبل اور بعد نبوت معصوم ہیں۔ [اصول بروری اس: ۱۶۷ بحوالہ بہار شریعت، ج ۱، باب: عقائد صحاح نبوت] لیکن اردو کے مترجمین قرآن نے بے شمار جگہ ترجمہ کرتے وقت اپنے مخصوص عقائد و نظریات کی ترویج کے لئے نہ صرف اس عقیدہ کو غلط سمجھا دیا ہے بلکہ قرآن میں تحریف معنوی کے سزاوار بھی ہوئے۔ مثال کے طور پر آیت کریمہ: "وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ" [مٹی: ۶] اکثر نام نہاد مترجمین (محمود الحسن دہلوی، اشرف علی تھانوی، دہلوی، مرزا حسرت دہلوی، غیر مقلد، اپنی ذرا احمد دہلوی، فتح محمد جالندھری، عبد الباقی دہلوی، غیر مقلد، دہلوی، ہاشمی، جمعیۃ اسلامی، محمد یحییٰ جاناغزی، فرمان علی شید) اس آیت کے ترجمہ میں ہادی عالم محمد رسول اللہ ﷺ کو معاذ اللہ گمراہ، بھٹکا ہوا، راہ بھولا، گم کردہ راہ، ناواقف قرار دیا ہے۔

قاری جب یہ ترجمہ پڑھتا ہے تو مقام نبوت سے متعلق طرح طرح کے دوسو سو کا شکار ہوتا ہے اور سوچتا ہے کہ جب نبی (جن کی بعثت کا مقصد ہی انسانوں کی ہدایت ہے) خود ہی گمراہ، بھٹکے ہوئے، بھولے ہوئے، ناواقف راہ تھے تو دوسروں کو ہدایت کیسے دیں گے؟ یہ سب ان مترجمین کی خرافات ہیں قرآن عظیم ہادی عالم ﷺ سے متعلق ارشاد فرماتا ہے: "مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ" (تمہارے صاحب نہ بھٹکے نہ بے راہ چلے) [نور: ۱۷ ایمان] کیا ہادی عالم ﷺ کو گمراہ اور بھٹکا ہوا قرار دینے والے خود گمراہ اور بھٹکے ہوئے نہیں ہیں؟ یہ لوگ مترجم قرآن تو درکنار مسلمان کہلانے کے بھی قابل نہیں ہیں۔ اب آیت کریمہ: "وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ" کا صحیح، ایمان افروز اور منطائے الہی کے مطابق ترجمہ امام احمد رضا رحمہ اللہ کے قلم سے ملاحظہ کیجئے: "اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی" [نور: ۱۷ ایمان]

غلط مفہوم: اب دوسرا طریقہ یہ کہ ترجمہ تو صحیح بیان کیا جائے لیکن مفہوم غلط اخذ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "فَبِأَنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا" (تو عزت تو ساری اللہ کے لیے ہے)۔ [نور: ۱۷] "فَبِأَنَّ الْعِزَّةَ جَمِيعًا" (تو عزت تو سب اللہ کے ہاتھ ہے)۔ [الطائر: ۱۰]

تو کیا کوئی عقل مند ان آیات سے یہ مفہوم اخذ کرے گا کہ عزت ساری اللہ کیلئے باقی کسی کے لئے عزت نام کی کوئی چیز ثابت ہی نہیں۔ نہ بھائی کی کوئی عزت، نہ باپ کی، نہ استاد کی، نہ پیر کی، نہ عالم کی، نہ ولی کی، نہ صحابہ کی، نہ اہل بیت کی، نہ انبیاء کی، نہ ملائکہ کی۔ کیا عقل سلیم اس مفہوم کو قبول کرتی ہے؟ ہرگز نہیں! مگر براہو اس اسماعیل دہلوی کا جس نے توحید کے نام پر "تقویۃ الایمان" میں لکھ مارا: "ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چھارے بھی زیادہ ذلیل ہے۔" [صفحہ ۱۲۰] معاذ اللہ خود قرآن اس باطل اور بے بنیاد عقیدہ کی تکذیب فرماتا ہے: ..... بقیہ صفحہ ۶ پر



## کتاب محفوظ

اس کی طرف اشارہ نہیں، نہ سامنے سے نہ پیچھے سے، یا تار اوپر نہ تار سے کہتے ہوئے کہ ”تفسیر معالم التنزیل شریف“ مطبوعہ بمبئی جلد ۳ ص ۳۵

میں ہے: ”قال قتادہ والسدی الباطل هو الشیطان لا یستطیع ان یشیر او یشیر فیہ او ینقص منه قال الزجاج معناه انه محفوظ من ان ینقص منه فیأ تیه الباطل من بین یدیه او یشیر فیہ فیأ تیه الباطل من علفه وعلى هذا المعنى الباطل الزیادہ والنقصان“ {یعنی قتادہ و سدی مفسرین نے کہا: ”باطل کہ شیطان قرآن میں کچھ گھٹا، بڑھا، بدل نہیں سکتا۔“ زجاج نے کہا: ”باطل کہ زیادت و نقصان ہیں قرآن ان سے محفوظ ہے، کچھ کم ہو جائے تو باطل سامنے سے آئے، بڑھ جائے تو پس پشت سے اور یہ کتاب ہر طرح باطل سے محفوظ ہے۔“ {”فوائد الرحمت شرح مسلم الثبوت“ مطبوعہ لکھنؤ ص ۳۱

میں ہے: ”اعلم انی رأیت فی مجمع البیان تفسیر الشیعة انه ذهب بعض اصحابهم الى ان القرآن العیاذ باللہ کان زائدا علی هذا المکتوب المقروء قد ذهب ینقصیر من الصحابة الحامضین العیاذ باللہ، لم یعتر صاحب ذلك التفسیر هذا القول فمن قال بهذا القول فهو کافر لا نکاره الضروری“ {یعنی میں نے طبری رافضی کی مجمع البیان میں دیکھا کہ بعض رافضیوں کے مذہب میں قرآن عظیم معاذ اللہ اس قدر موجود سے زائد تھا، جن صحابہ نے قرآن جمع کیا عیاذ باللہ ان کے قصور سے جاتا رہا، اس مفسر نے یہ قول اختیار نہ کیا جو اس کا قائل ہو کافر ہے کہ ضروریات دین کا منکر ہے۔} {فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۲۵۹ تا ۲۶۲}

.....☆ بقیہ..... اولاد، دل کی محنت ☆.....

ہونا ہی ایسے عظیم حق کا موجب ہے جس سے کبھی بری الذمہ نہیں ہو سکتا، نہ کہ اس کے ساتھ اس کی پرورش میں کوشش، اس کے آرام کیلئے ان کی تکلیفیں خصوصاً پیٹ میں رکھنے، پیدا کرنے، دودھ پلانے میں ماں کی اذیتیں، ان کا شکر کہاں تک ادا ہو سکتا ہے؟

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ [الحجر: ۹]

ترجمہ: بیشک ہم نے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ [کنز الایمان]

قرآن عظیم کو ناقص بتاتے ہیں، کوئی کہتا ہے اُس میں سے کچھ سورتیں امیر المؤمنین عثمان غنی ذوالنورین یا دیگر صحابہ یا اہلسنت علیہ السلام نے گھٹا دیں، کوئی کہتا ہے اُس میں سے کچھ لفظ بدل دئے، کوئی کہتا ہے یہ نقص و تبدل اگرچہ یقیناً ثابت نہیں محتمل ضرور ہے اور جو شخص قرآن مجید میں زیادت یا نقص یا تبدل کسی طرح کے تصرف بشری کا دخل مانے یا اُسے محتمل جانے بالا جماع کافر مرتد ہے۔ {فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۲۵۹} ”بیضاوی شریف“ مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۳۲۸ میں ہے: ”لحفظون ای من التحریف والزیادۃ والنقص“ {تبدیل و تحریف اور کمی و بیشی سے حفاظت کرنے والے ہیں۔}

”جلالین شریف“ میں ہے: ”لحفظون من التبدیل والتحریف والزیادۃ والنقص“ {یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے: ہم خود اس کے نگہبان ہیں اس سے کہ کوئی اسے بدل دے یا الٹ پلٹ کر دے یا کچھ بڑھا دے یا گھٹا دے۔}

”جمل“ مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۵۶۱ میں ہے: ”بغلاف سائر الكتب المنزلة فقد دخل فيها التحريف والتبدیل بغلاف القرآن فانه محفوظ عن ذلك لا یقدر احد من جمیع الخلق الانس والجن ان یشیر فیہ و ینقص منه حرفا واحدا او كلمة واحدة“ {یعنی بغلاف اور کتب آسمانی کے کہ ان میں تحریف و تبدل نے دخل پایا اور قرآن اس سے محفوظ ہے۔ تمام مخلوق جب و انس کسی کی جان نہیں کہ اس میں ایک لفظ یا ایک حرف بڑھا دیں یا کم کر دیں۔}

اللہ تعالیٰ سورۃ حم السجدہ میں فرماتا ہے: ”وَإِنَّا لَلْكَاتِبَاتِ عَزِيزٌ ۝ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ۝“ {انصاف: ۳۸: ۳۹} بیشک یہ قرآن شریف معجز کتاب ہے، باطل کو



# اولادِ دل کی گھٹن

ملعون من عقوق والدیہ، ملعون من عقوق والدیہ“ {یعنی ملعون ہے وہ جو اپنے والدین کو ستائے، ملعون ہے وہ جو اپنے والدین کو ستائے، ملعون ہے وہ جو اپنے والدین کو ستائے۔} [ترغیب، ج ۳، ص ۸۷۷]

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں: ”والدین کے ساتھ نیکی صرف یہی نہیں کہ ان کے حکم کی پابندی کی جائے اور ان کی مخالفت نہ کی جائے بلکہ ان کے ساتھ نیکی یہ بھی ہے کہ کوئی ایسا کام نہ کرے جو ان کو ناپسند ہو اگرچہ اس کیلئے خاص طور پر ان کا کوئی حکم نہ ہو اس لئے کہ ان کی ”فرماں برداری“ اور ان کو ”خوش رکھنا“ دونوں واجب ہیں اور نافرمانی اور ناراض کرنا حرام ہے۔“ [حق والدین، ص 38]

والدین اس کیلئے اللہ جل شانہ اور رسول اللہ ﷺ کے سائے اور ان کی ربوبیت و رحمت کے مظہر ہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن عظیم میں اللہ ﷻ نے اپنے حق کے ساتھ ان کا حق بھی ذکر فرمایا: ”أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ“ {یعنی حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔} [ہود، ص ۱۱۰] سورہ لقمان، آیت ۱۴ [کنز الایمان]

حدیث پاک میں ہے کہ ایک صحابی رسول نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی: ”یا رسول اللہ ﷺ! ایک راہ میں ایسے گرم پتھروں پر اگر گوشت ان پر ڈالا جاتا کہ اب ہو جاتا، میں چھ میل تک اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں، کیا میں اب اس کے حق سے عہدہ برآ ہو گیا؟“ ارشاد ہوا: ”لعلہ ان یکون بطلقہ واحدة“ {یعنی تیرے پیدا ہونے میں جس قدر درود کے جھٹکے اس نے اٹھائے ہیں شاید ان میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے۔} [مجمع الزوائد، ج ۸، ص ۱۳۷]

بالجملہ والدین کا حق وہ نہیں کہ انسان اس سے عہدہ برآ ہو سکے، وہ اس کی حیات و وجود کے سبب ہیں تو جو کچھ نعمتیں دین و دنیاوی پائے کا سب انھیں کے طفیل میں کہ ہر نعمت و کمال وجود پر موقوف ہے اور وجود کے سبب وہ ہوئے تو صرف ”ماں باپ“..... بقیہ صفحہ ۴ پر

عن زید بن واقد عن مکحول عن علی قال قال رسول اللہ ﷺ من اقتراب الساعة..... والولد غیظاً [کنز العمال، جلد ۱۴، ص ۵۷۳/۵۷۴]

ترجمہ: حضرت زید ابن واقد سے روایت ہے، انھوں نے مکحول سے روایت کی، انھوں نے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کرم سے روایت کی، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ: قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ہے..... اولادِ دل کی گھٹن ہو جائے۔

اس سے مراد اولاد میں نافرمانی کی کثرت ہے۔ ماں باپ کی نافرمانی اللہ جبار و قہار کی نافرمانی ہے ان کی ناراضگی اللہ قہار کی ناراضگی ہے۔ آدمی ماں باپ کو راضی کر لے تو وہ اس کے لئے جنت ہیں اور اگر ناراض کر دے تو وہی اس کے لئے باعثِ دوزخ ہیں، جب تک ماں باپ کو راضی نہ کرے گا، اس کا کوئی فرض، کوئی نفل، کوئی عمل نیک اصلاً قبول نہ ہوگا۔ عذابِ آخرت کے علاوہ دنیا میں ہی جیتے جی اس پر سخت بلا نازل ہوگی، مرتے وقت معاذ اللہ کلمہ نصیب نہ ہونے کا خوف ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ”طاعة الله طاعة الوالد و معصية الله معصية الوالد“ {اللہ کی اطاعت والد کی اطاعت ہے اور اللہ کی معصیت (نافرمانی) والد کی معصیت ہے۔} [مجمع الزوائد، ج ۸، ص ۱۳۶]

نیز فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ”كُل الذنوب يؤخر الله ما شاء منها الى يوم القيامة الا عقوق الوالدین فان الله تعالى يجعله لصاحبه في الحياة قبل الممات“ {یعنی سب گناہوں کی سزا اللہ تعالیٰ چاہے تو قیامت کے لیے اٹھا رکھتا ہے مگر ماں باپ کی نافرمانی کی سزا اس کے جیتے جی (دنیا میں) پہنچاتا ہے۔} [ماہِ صدر، ج ۳، ص ۱۵۶]

نیز فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ”ملعون من عقوق والدیہ،



## اجالا جس کا ہے دو جہاں میں وہ میرے آقا کی روشنی ہے

اجالا جس کا ہے دو جہاں میں وہ میرے آقا کی روشنی ہے  
 انہیں کا چرچا ہے آسمان پر، زمیں پہ بھی ہے ذکر انہیں کا  
 گناہگاروں کے حق میں رحمت پر ہیزگاروں کے حق میں راحت  
 وہ مصطفیٰ ہیں، وہ مجتبیٰ ہیں، وہ عل رب، نور کبریا ہیں  
 جمیل وہ ہیں، بکلیل وہ ہیں، وکیل وہ ہیں، کفیل وہ ہیں  
 رفیع وہ ہیں کہ رفعتوں پر انہیں کے قدموں کا ہے اجارہ  
 شعور کے رخ سے اٹھ رہے ہیں یقیں کے ہاتھوں گماں کے پردے  
 وہ خوشبوئے زلف مصطفیٰ ہے کہ مشک بھی بچ جس کے آگے  
 یہ چاند، سورج، ستارے سارے انہیں کے جلوؤں کا فیض پائیں  
 کہاں ہے دنیا میں شہر ایسا، مدینہ جیسا، مدینہ جیسا  
 وہ ہنر گنبد، وہ ان کا روضہ، وہ ان کی مسجد کا گوشہ گوشہ  
 وہ کیاری جنت کی پیاری پیاری، وہ ان کی محراب، ان کا منبر  
 حساب کا دن کٹھن تو ہوگا مگر ہمیں ان کا آسرا ہے  
 یہی ہیں احمد، یہی محمد، یہی ہیں محمود، یہی حامد  
 حمید یہ ہیں، سعید یہ ہیں، انہیں سے نکلنے کی لوگی ہے

☆ بقیہ ☆ ادارہ یہ ☆

”وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ“ (النفاق: ۸) اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کی ہے مگر منافقوں کو نہیں۔  
 یقیناً قرآن کتاب ہدایت ہے لیکن اسے پڑھ کر بہت سے لوگ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کیلئے لوگ گمراہی کا سامان کرتے  
 ہیں۔ قرآن سے ہدایت حاصل کی جاسکتی مگر ہدایت یافتہ لوگوں کی بیرونی کر کے نہ کہ گمراہوں کا دامن تھام کر ہدایت کی آرزو کی جائے۔ جیسا کہ  
 اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ دعا کریں: ”إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝“ (ہم کو سیدھا راستہ چلا، راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا، نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بیکے ہوؤں کا۔)  
 قارئین! کنز الایمان سے ایک مثال آپ نے ملاحظہ کی۔ یہ ایک مثال کافی ہے کہ اہل ایمان ترجمہ قرآن کے انتخاب کے وقت  
 صرف کنز الایمان منتخب کریں۔ کنز الایمان کا تعارف ہی اگر کما حقہ لکھا جائے تو کئی مجلدات تیار ہو جائیں۔ ان قلیل صفحات میں تو کنز الایمان کی  
 کسی ایک خوبی کا تذکرہ بھی مکمل طور پر ناممکن ہے۔ صد سالہ (۱۳۳۰ھ تا ۱۴۳۰ھ) جشن کنز الایمان کے سلسلہ میں مختصر سی کاوش ہے اس امید پر کہ  
 ایمان کے خزانے والوں میں ہمارا بھی شمار ہو جائے۔ آمین



## کنز الایمان اور صدر الشریعہ

کنز الایمان کا سورج تو چڑھتا ہی جائے گا۔

الحمد للہ! کنز الایمان کی خوبیاں ایسی نہیں کہ صرف امام احمد رضا کے معتقد و مریدین ہی مداح ہیں بلکہ جنہیں امام احمد رضا سے مسلکی ہم آہنگی بھی نہیں ارادت و تلمذ تو دور کی بات ہے وہ بھی جب حقیقت میں نگاہوں سے غیر جانبدار ہو کر ترجمہ امام احمد رضا کی زیارت کرتے ہیں اور اس کی تہ بہ تہ خوبیوں سے واقف ہوتے ہیں تو بے ساختہ مدح و ثنا میں زبان کھول کر حقیقت کا اعتراف کرنے میں کوئی تامل نہیں کرتے۔ ذیل میں ایسے ہی دو تاثرات ہدیہ ناظرین ہیں، چشم حیرت وا کیجیے اور پڑھیے۔

پاکستان کے سابق وزیر اطلاعات و نشریات مولانا کوثر نیازی جو مشہور دیوبندی عالم مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے شاگرد ہیں اور عرصہ تک جماعت مودودی معروف بہ جماعت اسلامی سے بھی منسلک رہ چکے ہیں وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی حقائق نگاری و ادب آموزی سے متاثر ہو کر تحریر کرتے ہیں: ”ادب و احتیاط کی یہی روش امام احمد رضا کی تحریر و تقریر کے ایک ایک لفظ سے عیاں ہے یہی ان کا سوزنہاں ہے جو ان کا حرز جاں ہے، ان کا طہرائے ایمان ہے، ان کی آہوں کا دھواں ہے، حاصل کون و مکان ہے۔ برتر ازین و آں ہے باعث رشک قدسیاں ہے راحت قلب عاشقاں ہے، سرمہ چشم سالکاں ہے ترجمہ کنز الایمان ہے۔“

”وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ“ کے ترجمے کو دیکھ لو، قرآن پاک شہادت دیتا ہے ”مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ“ رسول گرامی نہ گمراہ ہوئے نہ بھٹکے ”ضَلَّ“ ماضی کا صیغہ ہے مطلب یہ ہے کہ ماضی میں آپ کبھی گم گشتہ راہ نہیں ہوئے۔ عربی زبان ایک سمندر ہے اس کا ایک ایک لفظ کی کئی مفہوم رکھتا ہے ترجمہ کرنے والے اپنے عقائد و افکار کے رنگ میں انکا کوئی سا مفہوم اخذ کر لیتے ہیں: ”وَوَجَدَكَ ضَالًّا“

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز کا ترجمہ قرآن کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن (۱۳۳۰ھ) مقبولیت کی جس بلند ترین منزل پر فائز ہے وہ محتاج بیان نہیں، ہندو پاک اور دیگر ممالک میں اس کی اشاعت جس پیمانے پر ہو رہی ہے اس کا مقابلہ دنیا کی دیگر زبانوں کے ترجمے تو کیا خود اردو کے تراجم میں بھی کوئی ترجمہ نہیں کر سکتا، ایک زمانہ تھا کہ اس کی اشاعت کی طرف سے غفلت برتی جا رہی تھی، اور دوسرے تراجم چور دروازے سے قرآن کے معنی و مطالب کے نام پر سنی گھروں میں پھیلائے جا رہے تھے عام خواندہ مسلمان فرق تراجم سے ناواقف ہونے کی وجہ سے نادرست تراجم قرآن حاصل کرتے جا رہے تھے لیکن اب جبکہ ہر طرف ترجمہ امام احمد رضا کی دھوم مچی ہوئی ہے دوسرے تراجم قرآن کی اشاعتیں متاثر ہونے لگی ہیں یہی وجہ ہے کہ عرب کے بعض ممالک میں ہندو پاک کے وہابی مسلک کے متعصب افراد نے پابندی لگوانے کی پوری کوشش کی اور وہ سرکاری طور پر پابندی لگوانے میں کامیاب بھی ہو گئے، لیکن الحمد للہ اس پابندی کا اثر الٹا نکلا جسے رکوانے کی تدابیر کی جا رہی تھی اس کی شہرت اور اشاعت آسمانوں کو چھونے لگی۔ سچ کہا ہے کسی کہنے والے نے.....

مہ فشانہ نور و رنگ عوالم کونہ

اور بالکل ایسے ہی اس کی اشاعت بڑھتی جا رہی ہے جیسے اسلام کہ اسلام کی فطرت میں قدرت نے چمک دی ہے اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے چونکہ ترجمہ کنز الایمان قرآن و اسلام کا سچا ترجمان اور مسلک حق کا صحیح ترین پاسبان ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام ہی کی طرح ابھرنے اور بڑھنے کی فطرت سے نوازا ہے، اب گھٹانے والے لاکھ گھٹائیں روکنے والے ہزار تدبیریں کرتے رہیں لیکن



کا ترجمہ ”ما ضل“ { گمراہ نہیں ہوئے } کی شہادت قرآن کو سامنے رکھ کر عظمت رسول کے عین مطابق کرنے کی ضرورت تھی مگر ترجمہ نگاروں سے پوچھو: ”انھوں نے آیت قرآنی سے کیا انصاف کیا ہے؟“ شیخ الہند مولانا محمود الحسن (دیوبندی) ترجمہ کرتے ہیں: ”اور پایا تجھ کو بھٹکتا، پھر راہ بھٹائی“ کہا جاسکتا ہے کہ مولانا محمود الحسن ادیب نہ تھے ان سے چوک ہو گئی۔ آئیے ادیب، شاعر، مصنف اور صحافی مولانا عبدالمجاہد دریا آبادی (دیوبندی) کی طرف رجوع کرتے ہیں ان کا ترجمہ ہے: ”اور آپ کو بے خبر پایا سورتہ بتایا“ مولانا دریا آبادی پرانی وضع کے اہل زبان تھے ان کے قلم سے صرف نظر کر لیجیے اس دور میں اردوئے معلیٰ میں لکھنے والے اہل قلم سید ابوالاعلیٰ مودودی کے دروازے پر دستک دیجئے ان کا ترجمہ یوں ہے: ”اور تمہیں ناواقف راہ پایا اور پھر ہدایت بخشی۔“

غیبر کی گمراہی اور پھر ہدایت یا بل میں جو جو دوسو سے اور خدشے چھپے ہوئے ہیں انھیں نظر میں رکھئے اور پھر کنز الایمان میں امام احمد رضا خان کے ترجمہ کو دیکھئے!

بیاورید گرا بجا بود سخن دانے غریب شہر سخن ہائے گفتنی دارد امام نے عشق افروز اور ادب آموز ترجمہ کیا ہے، فرماتے ہیں: ”اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی“ کیا ستم ہے فرقہ پرور لوگ رشدی کی ہفوات پر تو زبان کھولنے سے اور عالم اسلام کے قدم ہتھم کوئی کاروائی کرنے میں اس لئے تامل کریں کہ کہیں آقا یا ان نعت ناراض نہ ہو جائیں مگر امام احمد رضا کے اس ایمان پرور ترجمہ پر پابندی لگا دیں جو عشق رسول کا خزینہ اور معارف اسلامی کا گنجینہ ہے۔

جنوں کا نام خرد رکھ دیا ، خرد کا جنوں جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

[امام احمد رضا ایک ہر جہت شخصیت ص ۸-۹ مطبوعہ دار معارف لنڈا لاہور ۱۳۱ھ]

اب آئیے امیر جمعیت اہل حدیث پاکستان جناب سعید بن عزیز یوسف زئی کے کنز الایمان کے بارے میں تاثرات ملاحظہ کریں: ”ہم چاہتے ہیں کہ اپنے اس مضمون میں اس بات کی وضاحت و صراحت کر دیں کہ کنز الایمان اہل حدیث کی نظر میں کیا ہے؟ اور اس پر

عائد کیے جانے والے الزامات پر ہمارا کیا نقطہ نظر ہے۔ اب آئیے اصل مضمون کی طرف جو کہ کنز الایمان کے بارے میں ہے کہ ہمارا اس کے بارے میں کیا نظریہ ہے جہاں تک علمائے دیوبند کا تعلق ہے وہ تو نہایت شدد و سے اس کی مخالفت بلکہ تکفیر تک کرتے ہیں مگر میں نہایت وضاحت کے ساتھ یہ کہوں گا کہ ”التم“ سے لیکر ”والناس“ تک ہم نے کنز الایمان میں نہ کوئی تحریف پائی ہے اور نہ ہی ترجمہ میں کسی قسم کی غلط بیانی، نہ ہی کسی بدعت یا شرک کے کرنے کا جواز پایا جاتا ہے بلکہ یہ ایک ایسا ترجمہ قرآن مجید ہے کہ جس میں پہلی بار اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ جب ذات باری تعالیٰ کے لئے بیان کی جانے والی آیتوں کا ترجمہ کیا گیا ہے تو بوقت ترجمہ اس کی جلالت، علو تقدس و عظمت و کبریائی کو بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے جبکہ دیگر تراجم خواہ وہ اہل حدیث سمیت کسی بھی مکتب فکر کے علماء کے ہوں ان میں یہ بات نظر نہیں آتی ہے اسی طرح وہ آیتیں جن کا تعلق محبوب خدا شفیع روز جزا سید الاولین والآخرین امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا

کہ میرے نطق نے بوسے میری زبان کیلئے

سے ہے، یا جن میں آپ سے خطاب کیا گیا ہے تو بوقت ترجمہ جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب نے یہاں پر بھی اوروں کی طرح صرف لفظی اور معنوی ترجمہ سے کام نہیں چلایا بلکہ صاحب ”وَمَا يَسْطِغِي غِي الْفُهْوَى“ اور ”وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ“ کے مقام عالیشان کو ہر جگہ ملحوظ خاطر رکھا ہے یہ ایک ایسی خوبی ہے کہ دیگر تراجم میں بالکل ہی ناپید ہے۔“

قرآن مجید کے جتنے بھی تراجم آج تک اردو زبان میں ہوئے ہیں ان سب کو پڑھ ڈالیں سوائے کنز الایمان کے ہر ترجمہ میں یہ بات نظر آئے گی الفاظ کو کہ مختلف ہوں گے مگر مفہوم ایک ہی ہوگا کہ: ”وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَى“ {اور تمہیں گمراہ پایا تو ہدایت دی}..... افسوس ان مترجمین پر بھی ہوتا ہے کہ بوقت ترجمہ اپنا ذہن اتنا سا بھی استعمال نہ کر سکے کہ یہ ترجمہ ہم کس کے لئے کر رہے ہیں؟ کیا وہ نعوذ باللہ گمراہ تھے، اگر گمراہ تھے تو پھر نبی کیوں کر بنے..... کیا قرآن مجید



زبانوں میں منتقل کیا جا چکا ہے۔ جبکہ کسی دوسرے ترجمہ قرآن کو شاید ہی یہ مقام حاصل ہو، اسے تین فاضل نے اپنے اپنے انداز سے انگریزی میں منتقل کیا ہے، دو چھپ چکا ہے تیسرا زیر طبع ہے کئی ہندی دانوں نے اسے ہندی میں منتقل کیا ہے، بنگلہ، گجراتی، سندھی، ڈچ زبانوں میں بھی اس کے تراجم ہو چکے ہیں اور کئی ایک زبانوں میں سلسلہ جاری ہے غالباً فارسی میں بھی کوئی فاضل ترجمے کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ گویا کہ امام احمد رضا کا ترجمہ قرآن کنز الایمان صرف اردو ہی میں قرآن کا ترجمہ نہیں بلکہ دوسری بہت سی زبانوں میں بھی قرآن کی ترجمانی کا بہترین ذریعہ ہے اب کسی بھی زبان میں قرآن کے معنی و مفہوم کو منتقل کرنے کے لئے براہ راست کنز الایمان کو سامنے رکھا جا رہا ہے اور اسی ترجمہ کو بنیاد بنایا جا رہا ہے اب تک اس کے محاسن پر پچاس سے زائد مقالات و کتب لکھے جا چکے ہیں۔ پھر بھی اس کے محاسن کا احاطہ نہیں کیا جا سکا جو بھی قلم اٹھاتا ہے کچھ نہ کچھ نئی خوبیاں سامنے لاتا ہے غرض یہ کہ ایک طرف قرآن تمام کتابوں پر فضیلت رکھتا ہے تو دوسری طرف کنز الایمان بھی تمام تراجم قرآن پر فوقیت رکھتا ہے، اور اس حسین ترین و صحیح ترین ترجمے کی خدمت سے ایک طرف سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ عہدہ برآ ہوتے ہیں تو املا کی خدمت انجام دینے میں صدر الشریعہ مولانا شاہ محمد امجد علی اعظمی قدس سرہ اپنا ثانی نہیں رکھتے بلکہ یہ ترجمہ قرآن سچ پوچھے تو حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی تحریک کا نتیجہ ہے واقعے کی تفصیل یوں بیان کی جاتی ہے:

”حضرت صدر الشریعہ مولانا شاہ محمد امجد علی اعظمی قدس سرہ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ سے ترجمہ قرآن کی گزارش کی اور قوم کو اس کی جس قدر ضرورت ہے اسے ظاہر کرتے ہوئے اس کے لئے اصرار کیا اعلیٰ حضرت نے وعدہ تو کر لیا لیکن کثرت مشاغل کے باعث تاخیر ہوتی گئی، تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا ترجمہ کے لئے مستقل وقت نکالنا مشکل ہے اس لئے آپ رات کو سونے کے وقت یا دن میں قیلولہ کے وقت آ جایا کریں تو میں املا کر دوں، چنانچہ حضرت صدر الشریعہ ایک دن کاغذ قلم اور دوات لے کر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا: ”حضرت ترجمہ شروع ہو جائے۔“ چنانچہ

ان کے بارے میں اعلان نہیں کر رہا کہ ”مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَى“ (تمہارے ساتھی محمد مصطفیٰ ﷺ گمراہ نہیں ہیں)۔۔۔۔۔ مگر دیکھئے کہ یہاں بھی مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی ہی ہیں کہ ان کا ترجمہ مقام مصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں کیا گیا ہے اور حامل مقام محمود ﷺ کی عظمت و رفعت کے مطابق ہے کہ لکھتے ہیں: ”اور تمہیں اپنی طرف راہ دی“ (آئینہ امام احمد رضا اس ۶۷۲/۶۷۳ ملخصاً بطورہ نظر)

یوں ہی فاضل مضمون نگار نے بسم اللہ شریف، ”وَاسْتَغْفِرُ لَذَنبِكَ“ اور آیت ”وَالسَّجْمَ إِذَا هَوَىٰ“ ”وَوَجَدَكَ غَائِبًا“ ”فَأُغْنِي“ کے تراجم کی خوبیاں بیان کی ہیں اور کھل کر محاسن کنز الایمان کا اعتراف کیا ہے آخری پیرا گراف میں فاضل موصوف لکھتے ہیں: ”چنانچہ باوجود ان کے حنفی ہونے کے ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے ترجمے میں وہ چیز پیش کی ہے جس کی نظیر علمائے اہل حدیث کے ہاں بھی نہیں ملتی کنز الایمان واقعی ایک ایسا ترجمہ قرآن مجید ہے کہ ہر ایک قبیح رسول ﷺ کو پڑھنا چاہئے میں یہ بات برملا کہوں گا کہ کنز الایمان کا مطالعہ ہر اس شخص کے حق میں مفید ہے جو کہ جناب رسالت مآب ﷺ کا صحیح معنوں میں اطاعت گزار ہے۔“ (ایضاً اس ۶۷۸)

ترجمہ اعلیٰ حضرت کے محاسن و فضائل کا ذکر اس وقت مقصود نہیں، اس موضوع پر کثیر مقالات و کتب کی اشاعت عمل میں آچکی ہے خود ناچیز کا بھی ارادہ ہے محاسن کنز الایمان پر روشنی ڈالنے کا جس میں انشاء اللہ کچھ جدید گوشوں کو بھی اجاگر کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ سر دست مذکور بالا دو فاضل کے (جن کا تعلق امام احمد رضا سے نہ مسلک کا ہے نہ تہذیب و ملت کا) تاثرات محض اس لئے سپرد قلم کر دیئے گئے ہیں تاکہ قرآن عظیم کے ترجمہ صحیح کنز الایمان کی اہمیت پر بطور خاص توجہ دی جائے کہ یقیناً یہ ترجمہ قرآن امام احمد رضا کا امت پر عظیم احسان ہے، جو بہت سی خفیم تقاضا پر بھی بھاری ہے جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے یہ بات اظہر من الشمس ہوتی جاتی ہے کہ یقیناً دنیا کی جتنی زبانوں میں بھی قرآن کا ترجمہ ہوا ہے اور غالباً اردو میں سب سے زیادہ ہوا ہے، سب پر امام احمد رضا کا ترجمہ کنز الایمان فوقیت و فضیلت رکھتا ہے، اس کے جہاں اپنے مداح ہیں اس کی اہمیت اس سے بھی ظاہر ہے کہ اس کو دنیا کی متعدد



۱۶، کسی پر ۱۷، کسی پر ۱۸، کسی پر ۱۹۔

ہر سورہ کے شروع میں بسم اللہ شریف کا ترجمہ بھی لکھا ہے جو اس طرح ہے کہ: ”اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا“ بعض مقامات پر ہے: ”بڑا مہربان“ اور سورہ یوسف پر ترجمہ یوں ہے: ”جو بہت رحم والا مہربان“ سورہ الحاقہ پارہ ۲۹ سے ترجمہ یوں ہے: ”جو نہایت مہربان رحم والا“

سورہ نساء کے اختتام پر یہ تاریخ ہے جبکہ اسکے کل ۱۷ صفحات ہیں ”شب دہم رجب قبل العشاء ۱۳۳۰ھ“ گویا یہ بھی پانچ ایام میں مکمل ہوا۔ سورہ انعام کے اختتام کی تاریخ ہے ”۱۶ رجب“ گویا مائدہ اور انعام دونوں سورہیں صرف ۶ یوم میں ترجمے سے گزریں جبکہ ان کے کل صفحات ۲۴ ہیں۔ سورہ اعراف کے اختتام پر ”۲۰ رجب“ کی تاریخ درج ہے۔ سورہ یونس کے اختتام پر ”۲۵ رجب“ کی تاریخ درج ہے۔ سورہ ابراہیم، پارہ ۱۳ کے اختتام پر ”۸ شعبان“ درج ہے۔ سورہ حجر، پارہ ۱۳ کے اختتام پر ”۹ شعبان“ ہے۔ سورہ نحل، پارہ ۲۴ پر ”۱۶ شعبان“ ہے۔

اندازہ ہے کہ جمادی الآخرہ کی کسی تاریخ کو ترجمہ شروع ہوا اور ۱۶ شعبان تک ڈھائی مہینے میں مکمل ۱۳ پارے ہو گئے۔ سورہ اسراء (یعنی بنی اسرائیل) پر ”۱۹ شعبان“ درج ہے۔ سورہ کہف کے اختتام پر کوئی تاریخ نہیں البتہ تین رکوع قبل ختم ہونے کے ”۱۳ شعبان“ درج ہے، اس کے بعد سورہ مریم مکمل نہیں ہے اور چالیس صفحات غائب ہیں۔ پھر سورہ نحل، پارہ ۲۰ کے اختتام سے ایک رکوع قبل ”شب ۲ جمادی الآخرہ“ کی تاریخ مرقوم ہے گویا شعبان ۳۰ ہجری سے لے کر جمادی الاولیٰ ۳۱ ہجری تک ۹ مہینے کام بند رہا کسی اہم ضرورت یا علالت کے پیش نظر پھر ۹ ماہ بعد ”۲ جمادی الآخرہ“ کے قریب شروع ہوا، یا جمادی الاولیٰ کے اواخر میں۔

سورہ سبا، پارہ ۲۲ کے اختتام پر ”شب ۷ جمادی الآخرہ“ درج ہے۔ سورہ یٰسین شریف کے اختتام پر ”۸ جمادی الآخرہ“ کی تاریخ درج ہے، گویا سورہ فاطر و یٰسین کے ترجمہ جو ساڑھے پانچ صفحات پر مشتمل ہیں ایک دن میں تحریر کئے گئے۔ سورہ صافات، پارہ

اسی وقت ترجمہ شروع کر دیا۔ ترجمہ کا طریقہ ابتدا یہ تھا کہ ایک آیت کا ترجمہ ہوتا اس کے بعد اس کی تفاسیر سے مطابقت ہوتی اور لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ بغیر کسی کتاب کے مطالعہ و تیاری کے ایسا برجستہ اور مناسب ترجمہ تمام تفاسیر کے مطابق یا اکثر کے مطابق کیسے ہو جاتا ہے؟ یقیناً یہ اللہ کا بڑا فضل و احسان ہے اعلیٰ حضرت پر۔ اس کام میں جب دیر لگنے لگی، تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا: ”ایسا نہیں بلکہ ایک رکوع کا پورا ترجمہ کرتا ہوں اس کو بعد میں آپ لوگ تفاسیر سے ملا لیا کریں۔“ چنانچہ حضرت صدر الشریعہ اس کام میں لگ گئے پہلے ترجمہ لکھتے پھر تفاسیر سے ملاتے جس کی وجہ سے اکثر بارہ بجے کبھی دو بجے رات گئے اپنی رہائشگاہ پر واپس ہوتے، غرض اس طرح حضرت صدر الشریعہ نے اعلیٰ حضرت سے قرآن پاک کا ترجمہ مکمل کرایا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت)

یہ عظیم الشان اور اہم کام دن یا رات کے قلیل عرصے میں سال ۱۳۳۰ھ و ۱۳۳۱ھ کے درمیانی چند ماہ میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ کنز الایمان کا جو مخطوطہ (قلمی نسخہ) مولانا قاری احمد جمال اعظمی مصباحی شیخ القویہ جامعہ نعیمیہ مراد آباد کی معرفت نہایت خستہ حالت میں دستیاب ہوا ہے اس کے شروع اور درمیان سے بعض اوراق غائب ہیں، شروع صفحہ سات، سورہ بقرہ، رکوع نمبر ۱ سے ہے۔ اس کے پہلے صفحات دستیاب نہیں، یہ مخطوطہ خاص صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے ترجمے کے کل صفحات ۳۲۵ ہیں اور سائز 20x30/8 انچ ہے چابجا حاشیہ پر تاریخ بھی درج ہے۔ سورہ بقرہ شریف کے اختتام پر تاریخ ہے: ”شب بست و خیم ۲۹ جمادی الآخرہ قبل عشاء“ اختتام رسید بفضلہ تعالیٰ ”من نہیں دیا ہوا ہے غالباً ۱۳۳۰ھ ہے کہ یہی تاریخی نام ”کنز الایمان“ لکھتا ہے جبکہ ترجمے کا اختتام ۱۳۳۱ھ میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ نام آغاز ترجمہ کے حساب سے ہے۔

سورہ آل عمران کے اختتام پر ہے ”شب پنجم رجب“ جس سے ظاہر ہوتا ہے پوری سورہ آل عمران کا ترجمہ جو ۱۵ صفحات پر ہے پانچ دنوں میں یا اس کے کم میں اختتام کو پہنچایا، اس سے ترجمے کی رفتار کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یومیہ پانچ صفحات ہوتے، واضح رہے کہ مسودے پر صرف ترجمہ ہی مرقوم ہے اور سطرین مختلف ہیں کسی صفحے پر



سرا نے املا کرایا، کیوں کہ متعدد مقامات پر خاص سطر ہی میں ایک ترجمہ لکھا ہوا ہے پھر اس کو قلم زد کر کے آگے دوسرا ترجمہ ہے، گویا ایک ترجمہ نکھوا کر اس پر غور فرماتے پھر ضرورت محسوس ہوتی تو قلم زد کر کے دوسرا نکھواتے پھر آگے کی آیات کا ترجمہ ہوتا، ہاں بعض مقامات وہ بھی ہیں جن کو قلم زد کر کے دوسروں کے درمیان کی جگہ یا حاشیہ پر..... کا نشان لگا کر دوسرا ترجمہ مرقوم ہے۔ لیکن ایسے مقامات نسبت کم ہیں، غالباً یہ نظر ثانی کے وقت ہوا ہوگا۔

بعض آیات کے ترجمے دو دو ہیں میں نے ایسے مکرر تراجم کو رضوی کتاب گھر بھونڈی، بدلی سے شائع ہونے والے نسخہ کنز الایمان کے حاشیہ پر مکرر لکھ کر حاشیہ میں شامل کر دیا ہے جبکہ سابقہ مطبوعہ نسخوں میں صرف ایک جگہ مکرر ترجمہ قوسین میں اصل ترجمہ کے ساتھ ہی درج ہے اور وہ آیت ہے: ”الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ“ [قرہ: ۱۴۵]

اس مسودے میں درمیان سطور جگہ جگہ موٹے قلم سے صفحات لگے ہوئے ہیں، جیسے پہلے کے کاتب درمیان کتابت جب کتاب کا صفحہ پورا ہوتا تو مسودے میں اسی جگہ سطروں کے بیچ صفحہ ڈال دیا کرتے تھے اب یہ رواج کم ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسی خاص نسخہ سے اولین مرتبہ کتابت و طباعت کا بھی کام لیا گیا ہے کاتب نے سورہ اخلاص پر ۶۰۹ صفحہ لگایا ہے جبکہ تین سورتیں اس کے بعد ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی مرتبہ جو کنز الایمان کی اشاعت ہوئی اس کے کل صفحات ۶۱۰ تھے۔ ایسا کوئی مطبوعہ نسخہ اب تک میری نظر سے نہیں گزرا ہے البتہ سنا ہے کہ پہلے پہل صرف ترجمہ قرآن بغیر تفسیر کے چھپا تھا، غالباً یہ اسی نسخہ کا صفحہ ہوگا، کیوں کہ ۶۱۰ صفحات میں تفسیر کے ساتھ ترجمہ و متن قرآن کو سمونا مشکل ہے۔ خصوصاً اس وقت جبکہ تمام کام لیتھو سسٹم سے ہوتا تھا۔ ”قرآن کریم کے اردو تراجم“ مصنفہ ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم میں ہے کہ ”کنز الایمان کا پہلا ایڈیشن مراد آباد کے مطبع نعیمی میں طبع ہوا یہ ریف کاغذ پر طبع تھا اور چار سواٹھاسی ۳۸۸ صفحات پر مشتمل تھا۔“ ایسا کوئی نسخہ بھی اب تک میری نظر سے نہیں گزرا ممکن ہے یہ بغیر متن قرآن صرف ترجمہ کی کوئی اولین اشاعت ہو۔

اب ذیل میں بعض وہ مقامات پیش کئے جاتے ہیں جہاں

۲۳ کے اختتام پر شب ۹ جمادی الآخرہ درج ہے۔ سورہ حدید، پارہ ۲۷ کے آخر میں شب ۲۰ جمادی الآخرہ درج ہے۔ سورہ حشر، پارہ ۲۸ کے آخر میں ”شب ۲۱ جمادی الآخرہ“ درج ہے۔ سورہ تحریم، پارہ ۲۸ کا اختتامیہ ”شب ۲۲ جمادی الآخرہ“ ہے۔ سورہ قلم، پارہ ۲۹ کا آخریوں ہے ”شب ۳۲ جمادی الآخرہ“۔ سورہ جن، پارہ ۲۹ کے آخر میں ”شب ۳۳ جمادی الآخرہ“ ۳/۲۱ (ساڑھے چار) صفحات۔ سورہ دہر، پارہ ۲۹ کے آخر میں تاریخ ہے ”شب ۲۵ جمادی الآخرہ“ ۳ صفحات۔ سورہ تطفیف، پارہ ۳۰ کی تاریخ اختتام ”شب ۲۶ جمادی الآخرہ“ ۵ صفحات۔ سورہ واقیع کے آخر میں ہے ”شب ۲۷ جمادی الآخرہ“ ۳ صفحات۔

مسودے کے صفحات ۳۲۵ ہیں آخری صفحہ پر حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کا دستخط اس طرح ہے:

شب ۲۸ جمادی الآخرہ ۱۳۳۱ھ

کاتب، فقیر بارگاہ رضوی

ابوالعلا امجد علی اعظمی عفی عنہ

بہت سی صورتوں کے اختتام پر تاریخ درج نہیں، بلکہ بعض صورتوں کے درمیان میں بھی تاریخیں درج ہیں۔

ابتدا اور انتہا کی تاریخوں سے اندازہ لگتا ہے کہ ترجمہ کنز الایمان کی تحریر کا آغاز جمادی الآخرہ ۱۳۳۰ھ میں ہوا اور اختتام ۲۸ جمادی الآخرہ ۱۳۳۱ھ میں، لیکن کام مسلسل نہیں ہوا ہے بعض صفحات مسودے کے درمیان سے غائب بھی ہیں جن کی تاریخیں معلوم کرنا مشکل ہے، البتہ اس بات کا اندازی لگانا کچھ مشکل نہیں کہ یہ نادر دنیا یاب اور مہتمم بالشان ترجمہ قرآن موسوم بہ ”کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن“ سال کے چند مہینوں میں مکمل ہوا، پورے ایک سال بھی صرف نہ ہوئے اور وہ بھی رات میں عشاء کے بعد سوائے چند ان ایام کے جن کی صراحت ہے کہ ان میں قبل عشاء کام ہوا، اندازہ ہے کہ یہ کام چار پانچ مہینوں میں انجام کو پہنچا غالباً اتنی قلیل مدت میں قرآن کا ایسا عظیم الشان ترجمہ بھی اعلیٰ حضرت کی خصوصیات سے ہے۔

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا یہ مسودہ اصل وہی مسودہ معلوم ہوتا ہے جسے سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس



پہلے ترجمہ کچھ تھا بعد میں تبدیل کر کے دوسرا لکھا گیا تاکہ اس سے امام احمد رضا کے فکری ارتقاء کا اندازہ لگایا جاسکے۔

سورہ	آیت	ترجمہ اول (غیر مطبوعہ و قلم زدہ)	ترجمہ ثانی (مطبوعہ)
آل عمران	۴۳	اے مریم اپنے رب کیلئے سجدہ کر اور اس کے حضور ادب سے کھڑی ہو،	اے مریم اپنے رب کے (حضور ادب سے کھڑی ہو اور اس کے لئے سجدہ کر)
	۴۴	جب وہ اپنی قلمیں ڈالتے تھے	جب وہ اپنی (قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے)
نساء	۷۴	تو اسے چاہیے کہ اللہ کی راہ میں ان سے لڑے جو آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لیتے ہیں	انھیں اللہ کی راہ میں لڑنا چاہیے جو دنیا کی زندگی بیچ کر آخرت لیتے ہیں
	۸۳	جان لیتے یہ جو بات کھود کر نکال لیتے ہیں	جان لیتے یہ جو بات (میں کاوش کرتے ہیں)
	۱۵۵	تو یقین نہیں لاتے (رکھتے) مگر تھوڑا	تو ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے
مائیدہ	۳۱	اور اپنی کی طرف پلٹ نہ جاؤ کہ زیاں کی طرف	اور پیچھے نہ پلٹو کہ نقصان پر پلٹو گے
انعام	۱۳۶	یا وہ بے حکمی کا جانور، جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا	یا وہ بے حکمی کا جانور (جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا)
انعام	۲۷	اے ایمان والو! اللہ و رسول سے خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو جان کر تو اللہ ان کے کاموں سے خبردار ہے	اے ایمان والو! اللہ و رسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت تو اللہ ان کے (کام دیکھ رہا ہے)
توبہ	۱	بیزاری ہے اللہ اور رسول کی	بیزاری کا حکم سنانا ہے اللہ اور رسول کی طرف سے
ابراہیم	۱۲	اور ہم ضرور صبر کریں گے تمہاری ایذا پر	اور تم جو ہمیں ستارہ ہو ہم ضرور اس پر صبر کریں گے
نمل	۴۴	اس محل میں داخل ہو	اس سے کہا گیا کہ (محسن میں آ)
صافات	۴۸	ان کے پاس ہیں نیچی نگاہ والیاں بڑی آنکھ والیاں	ان کے پاس ہیں (جو شوہروں کے سوا دوسری طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں گی، بڑی آنکھ والیاں)

سورہ مجادلہ پارہ: ۲۸/ آیت نمبر: ۱۲: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا..... الخ“ {اے ایمان والو! جب تم کوئی بات رسول سے آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض کے پہلے کچھ صدقہ دے لو} اس پر مسودے میں ایک مختصر حاشیہ ہے: ”یہ اس کی اصل ہے جو حضرات اولیاء پر تصدیق کے لئے شریعی وغیرہ لے جاتے ہیں۔“ اس حاشیہ کو حضرت مفسر قرآن مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر خزائن العرفان میں

سورۃ العنکبوت میں ”وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا“ کا ترجمہ صرف اس قدر ہے: ”اور نقصان پایا“ آگے جگہ چھوٹی ہوئی ہے شاید بعد میں لکھنا تھا کسی وجہ سے نشست بدل گئی اور یہ ناقص رہ گیا۔ مراد آباد سے حضرت صدرالافاضل نے جو نسخہ مع تفسیر طبع کرایا ہے اس میں اس آیت کا ترجمہ اس طرح ہے: ”اور نامراد ہوا جس نے اسے معصیت میں چھپایا“ [سورۃ عنکبوت پارہ: ۳۰/ آیت: ۱۰]



تحت جو آیات دی گئی ہیں ان کا بظاہر عنوان سے تعلق معلوم نہیں ہوتا اور نہ ہی تفسیری طور پر ان آیات کی عنوان سے مطابقت ہو پاتی ہے اس لئے اس کو بہانہ بنا کر بعض معاندین نے اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرنا شروع کر دیا ہے حتیٰ کہ بعض مخالفین نے اس کے خلاف مضامین بھی چھاپ ڈالے ہیں۔ اس لئے وضاحت ضروری تھی اور میری تمام ناشرین قرآن سے گزارش ہے کہ ترجمہ اعلیٰ حضرت و تفسیر صدر الافاضل کے ساتھ اپنی طرف سے کوئی فہرست مضامین شامل نہ کریں کہ اعلیٰ حضرت یا صدر الافاضل مورد الزام ٹھہریں اور اگر عوام کی افادیت کے پیش نظر کوئی فہرست شامل ہی کرنی ہے تو اسے مستند و معتد علمائے اہلسنت، بالخصوص بریلی شریف آستانہ اعلیٰ حضرت، جامعہ نعیمیہ یا مراد آباد یا الجلسۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ کے معتد علماء کو دکھالیں اور مرتب کی صراحت بھی فہرست کی پیشانی پر یا آخر میں کر دیں، جب شائع کریں تاکہ اضافی چیزوں میں تسامع واقع ہو جانے کی وجہ سے سرکار اعلیٰ حضرت یا صدر الافاضل کے دامن پر دھبہ نہ آئے۔

غرض حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کا بڑا احسان ہے کہ سرکار اعلیٰ حضرت سے اصرار کر کے قوم مسلم کی بھلائی کیلئے قرآن عظیم کا اردو میں ترجمہ کرا ڈالا، ورنہ قرآن فہمی میں اردو داں طبقے کو کتنی دشواری ہوتی محتاج بیان نہیں خصوصاً جبکہ مارکیٹ میں متعدد غلط ترجمے رواج پا چکے تھے۔ لہذا حضور صدر الشریعہ اور سرکار اعلیٰ حضرت کے اس عظیم احسان سے امت مسلمہ رہتی دنیا تک عہدہ برا نہیں ہو سکتی ہے۔

راقم الحروف نے کنز الایمان کے مخطوطے اور قدیم مطبوعہ نسخوں کی مدد سے کنز الایمان کی حتی المقدور تصحیح کرا ڈالی ہے کیونکہ ناشرین کی بے توجہی اور تصحیح میں غفلت کی وجہ سے کنز الایمان میں کتابت کی بے شمار غلطیاں در آئی تھیں الحمد للہ تصحیح شدہ نسخے ”فیاض الحسن بک سیلہ بنی مرؤک، کانپور“ اور ”رضوی کتاب گھر، بھونڈی، دہلی“ سے شائع ہو رہے ہیں۔ فالحمد لله اولاً و آخراً

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

حضور اعلیٰ حضرت کے حوالے سے شامل فرمایا ہے۔ سورہ رحمن / آیت: ۳۵، ۳۷ پر بھی دو حاشیے ہیں جو تفسیر خزائن العرفان میں شامل ہیں۔ سورہ مائدہ / آیت: ۵۳: ”وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ“ کا مطبوعہ ترجمہ ہے: {اور کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے۔} اس کا مسودے میں حاشیہ پر دوسرا ترجمہ بھی مرقوم ہے {اور کسی کے اذہنے سے نہ ڈریں گے} یہ دوسرا ترجمہ پہلے کو قلم زد کئے بغیر نسخہ کی علامت ”ن“ کے ساتھ ہے یہ دوسرا ترجمہ پہلے سے زیادہ مختصر اور ٹھیک محاورے میں ہے میں نے صحیح شدہ جدید الطبع نسخہ میں اس کو شامل کر دیا ہے اور حاشیے پر ملحدہ رکھا ہے۔

سورہ اعراف / پارہ ۸: کی ابتدائی آیات: ”يَكْسَابُ أَنْزَلَ إِلَيْكَ..... الخ“ کے ترجمہ {اے محبوب! ایک کتاب تمہاری طرف اتاری گئی تو تمہارا جی اس سے نہ رکے۔} پر ایک مختصر حاشیہ اس طرح ہے: ”یہ خیال پیدا نہ ہو کہ شاید لوگ نہ مانیں۔“ یہ حاشیہ بھی بعینہ طبع ہونے سے رہ گیا ہے البتہ اس کا مفہوم خزائن العرفان میں موجود ہے۔

ایک ضروری وضاحت: ترجمہ اعلیٰ حضرت کے مخطوطہ اور اس کے قدیم مطبوعہ نسخوں کو دیکھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اعلیٰ حضرت یا صدر الافاضل دس سہ جاتے مضامین قرآن کی کوئی فہرست نہیں بنائی تھی اور نہ قدیم نسخوں میں کوئی فہرست مضامین چھپی ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے، تقسیم ہند کے بعد سب سے پہلے ترجمہ اعلیٰ حضرت کو ”کتب خانہ اشاعت الاسلام دہلی“ نے چھاپنا شروع کیا تو اس کے مطبوعہ نسخوں میں بھی فہرست نہیں ہوتی تھی۔ کچھ دنوں کے بعد کسی کے مشورے پر یا کسی مصلحت کی وجہ سے اس کتب خانے نے ایک فہرست مضامین شامل کر دی اور جب دیگر اداروں نے ترجمہ اعلیٰ حضرت شائع کرنا شروع کیا تو پھر سب نے اس کی تقلید کی اور وہی فہرست، تقریباً دہلی کے تمام ناشرین نے اس کو شائع کر ڈالا فہرست کی پیشانی پر یا اس کے آخر میں مرتب کی حیثیت سے کسی کا نام بھی نہیں۔ اس لیے آج کل عام طور سے یہ سمجھا جانے لگا ہے کہ یہ ”فہرست القرآن المجید“ اعلیٰ حضرت کی ہے یا صدر الافاضل کی، حالانکہ دونوں بزرگوں کا اس فہرست کی ترتیب و اشاعت سے کوئی تعلق نہیں اور چونکہ اس فہرست میں بعض عنوانات کے



## احقاقِ حق

کنز الایمان دنیا کی کسی بھی زبان میں کیا جانے والا قرآن کریم کا صحیح ترین ترجمہ ہے۔ اس کی اہمیت و افادیت، شہرت و قبولیت رب کریم کی عطا اور محبوب کریم ﷺ کا فضل ہی ہے۔ کنز الایمان حق و باطل کی پہچان ہے، ایمان اور مل ایمان کی جان ہے، باطل و طاعنوتی قوتوں کیلئے موت ہے، یہی وجہ ہے کہ روز اول سے باطل پرستوں نے اسے طعن و تفتیح کا نشانہ بنایا ہوا ہے۔ بے سرو پا اعتراضات کے ذریعہ اس کی اہمیت و افادیت کو گھٹانے کی سعی لا حاصل کرتے رہے ہیں۔ ایسے ہی ایک کم ظرف امام علی قاضی دیوبندی نے ”قرآن پر ظلم“ کے عنوان سے اپنا نامہ اعمال حریہ سیاہ کرنے کی کوشش کی۔ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری دام ظلہ علیہ نے ”دفاع کنز الایمان“ کے نام اس کا مفصل جواب تحریر فرمایا تھا۔ یہ کتاب عنقریب شائع ہونے والی ہے۔ تمکات اس کتاب سے آیت کریمہ ”قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ“ کے عنوان پر بحث حاضر خدمت ہے۔

ادارہ

عبارت یہ ہے: ”جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار اسی طرح سے ہمارے خلیفہ سارے جہاں کے سردار ہیں۔“ [ص 85-86] نیز اسی تقویۃ الایمان میں ہے: ”ان باتوں میں سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔“ نیز سب انبیاء کے لئے لکھ مارا: ”سب انبیاء اس (اللہ تعالیٰ) کے روبرو ذرۃ ناجیز سے کمتر ہیں۔“

بجہم تعالیٰ معترض نے جسے یہ کہہ کر کہ: ”بریلوی فرقہ کی طرف سے..... الخ“ چھپانا چاہا تھا ہم نے اسے بے نقاب کر دیا۔ خود معترض کی پردہ پوشی ان عبارات کی قباحت کی کھلی دلیل ہے۔.....

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

لہذا ہمیں ان کے رد کی چنداں حاجت نہیں۔ اللہ الحمد اسی منہ سے اپنے کو ”علماء اہل سنت“ کہتے ہو؟

یہ منہ اور مسور کی دال

قول: لیکن جب بریلویوں کے مجدد ترجمہ کرتے کرتے ان آیتوں پر پہنچے جن میں خلیفہوں کو بشر اور بھائی کہا گیا ہے تو عجب کش مکش اور الجھن میں پڑ گئے کہ اگر صحیح ترجمہ کرتے ہیں تو الزام الٹ کر اپنی طرف آتا ہے اور اگر غلط ترجمہ کرتے ہیں تو اہل علم کو کیا منہ دکھائیں گے اس لئے درمیانی چال چلی کہ ترجمہ میں زائد الفاظ بڑھا دیئے۔..... الخ

ہذا نا تو اقول: اولاً: معترض صاحب کی یہ عادت بن گئی ہے کہ دعویٰ کر دیتے ہیں اور دلیل نہیں دیتے جیسے ان کا دعویٰ مسلمات میں سے ہو۔ یہاں

معترض نے ”قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ“ کے ترجمہ رضویہ (ترجمہ کنز الایمان) پر بھی اعتراض کا منہ کھولا ہے۔ ترجمہ رضویہ درج ذیل ہے۔ {تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔}

معترض صاحب کو لفظ ”ظاہر صورت بشری“ پر اعتراض ہے، ان کی معترضانہ تحریر عنقریب آئگی۔ سر دست ہمیں ان کلمات سے کام ہے جو معترض نے بطور تمہید کہے ہیں، معترض نے کہا: ”بریلوی فرقہ کی طرف سے علماء اہل سنت کے بارے میں یہ بار بار کہا جاتا رہا ہے کہ وہ خلیفہوں کی بشر اور بھائی کہہ کر توہین کرتے ہیں۔“

اقول وبالله التوفیق: چہ خوش اپنی پردہ پوشی کا کیا خوب انداز ہے عبارت ایسی اختیار کی جو ناظرین کو خواہ مخواہ یہ وہم دلائے کہ یہ بیچارے علمائے دیوبند اس الزام سے بری ہیں۔ جی ہاں! بیشک توہین رسول تمہارا اور تمہارے اکابر کا شیوہ ہے منجملہ تنقیص شان رسالت کے یہ بھی ہے کہ تمہارے امام الطائفہ (مرور کے سردار) نے رسول اللہ ﷺ کو صاف صاف بھائی کہا ہے اور جگہ محبوبان خدا کو تمام انسانوں کے ساتھ مجز و نادانی میں شریک بتا کر اپنے جیسا بشر قرار دیا ہے، تقویۃ الایمان میں کہا: ”ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم چھوٹے۔“

[ص 81] ”سو بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔“ [ص 80] نیز کہا: ”جو بشر کی سی تعریف ہے سو وہی کرو اس میں بھی اختصار ہی کرو۔“ [ص 85] نیز حضور ﷺ کو ہر قوم کے چودھری اور گاؤں کے زمیندار سے تشبیہ دی، اس کی



رفیع الدین محدث دہلوی نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ: ”سوائے اس کے نہیں کہ میں آدمی ہوں مانند تمہارے۔“ اور شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کا ترجمہ یہ ہے: ”میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم۔“ ان حضرات کے علاوہ اردو ترجمہ کرنے والوں نے اسی جیسا ترجمہ کیا ہے اس لئے فاضل بریلوی کا ظاہر صورت کی عبارت لانا اور وہ بھی بریکٹ کے بغیر بہر حال غلط ہے۔“

اقول: اولاً: بالکل غلط اور مبہل ہے آپ پہلے یہ کہہ کر کہ: ”اگر غلط ترجمہ کرتے ہیں تو اہل علم کو کیا منہ دکھائیں گے۔“ اپنے منہ آپ قبول چکے ہیں کہ یہ ترجمہ غلط نہیں ہے۔ ہاں اپنی لیاقت علمی سے اسے درمیانی بتا رہے ہیں تو آپ کو یوں کہنا چاہیے تھا کہ: ”یہ ترجمہ غلط ہے نہ صحیح ہے بلکہ درمیانی ہے۔“ یہیں سے آپ کے اعتراض کی حقیقت ظاہر کہ خود ہی اسے جھٹلا دیتے ہیں۔

ثانیاً: جناب کا تراجم کو ترجمہ رضویہ کے غلط ہونے پر دلیل بنانا صحیح نہیں یوں کہیے کہ ترجمہ رضویہ ان دو مشہور تراجم کے خلاف ہے تو ایک بات بھی ہوتی، مگر صاحب بہادر ہر غیر مشہور کا غلط ہونا ضروری نہیں، ہم صاوی سے اس کی مثال دے چکے۔

ثالثاً: ترجمہ رضویہ کے غلط ہونے کی دوسری وجہ بیان کی ہے کہ: ”ترجمہ میں زائد الفاظ بڑھا دیئے“ اور اسی کی دلیل آیت کریمہ کے مفردات کے معانی بیان کر کے دی ہے۔ سبحان اللہ! آپ عربی بھی پڑھانے لگے؟ یہ منہ اور مسور کی دال.....!

پھر اس عربی پڑھانے میں کیسی صریح غلطی کی کہ ٹحکم کے معنی ”تم“ جی اگر ٹحکم کا معنی ”تم“ ہے تو ”تمہارے“ کس کا ترجمہ ہے؟ یہیں سے ظاہر کہ جناب کو معمولی عربی بھی نہیں آتی کہ سمجھ لیتے کہ ٹحکم یہاں محل جرم میں مضاف الیہ ہے تو اس کا ترجمہ ”تمہارے“ ہوانہ کہ ”تم“

اقول: وباللہ التوفیق۔ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ: ”ظاہر صورت بشری“ کلام پر زائد ہے اس لئے کہ یہ ظاہر کہ: ”اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ“ {میں تم جیسا بشر ہوں۔} میں تشبیہ ہے اور تشبیہ کے ارکان چار ہیں: مشہ بہ، مشہ بہ، اداة تشبیہ اور وجہ تشبیہ۔ اب ”میں تم جیسا بشر ہوں“ میں بشریت حضور ﷺ مشہ اور لوگوں کی بشریت مشہ بہ اور

بھی یہی کیا ہے کہ دعویٰ کر دیا کہ: ”الزام الٹ کر اپنی طرف آتا ہے۔“ اور وجہ نہ بتائی، ہم بتائیں معترض صاحب کی یہ لیاقت علمی ہے کہ انہوں نے آیہ کریمہ: ”قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ“ کو اپنے دعوے کی دلیل سمجھ لیا ہے جیسی تو چمک کے کہا کہ: ”اگر صحیح ترجمہ کرتے ہیں تو الزام..... اٹخ“ حالانکہ آیہ کریمہ میں حضور ﷺ سے فرمایا گیا کہ تم تو اعضا فرما دو کہ میں تم جیسا ہوں نہ کہ ہمیں حکم ہوا کہ ہم کہیں کہ حضور ہم جیسے بشر ہیں اور ہمیں یہ کیسے روا ہو سکتا ہے کہ ہم یہ کہیں جبکہ اللہ عزوجل حضور علیہ السلام کی ازواج مطہرات کے بارے میں فرماتا ہے:

”يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَخِدَتِنَ النَّسَاءِ“ یعنی ”اے نبی کی بیویا تم عورتوں میں کسی کی طرح نہیں ہو۔“

حضور ﷺ اپنے لئے فرماتے ہیں: ”تم میں کون مجھ جیسا ہے؟“ ”لَسْتُنَّ كَأَخِدَتِنَ النَّسَاءِ“ میں تم میں کسی کی طرح نہیں“ تو یہ خوش فہمی معترض صاحب پر الزام کی رجسٹری کر رہی ہے۔ واللہ الحمد ثانیاً: معترض نے کہا: ”اور اگر غلط ترجمہ کرتے ہیں تو اہل علم کو کیا منہ گے۔“ مجھ تعالیٰ معترض نے خود اپنے منہ قبول دیا کہ یہ ترجمہ رضویہ غلط نہیں بلکہ صحیح ہے اس لئے کہ ناظرین کرام پر یہ روشن کہ یہ کہنا کہ: ”اگر غلط ترجمہ کرتے ہیں۔“ اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے جبکہ ترجمہ غلط نہ ہو اور ہر سمجھ والے پر ظاہر کہ غلط اور صحیح کے درمیان واسطہ نہیں تو جو غلط نہ ہوگا ضرور صحیح ہوگا تو اب ناظرین کرام خود ہی سمجھ سکتے ہیں کہ معترض نے یہ کہہ کر کہ: ”اس لئے درمیانی چال چلی..... اٹخ“ اپنا رد خود ہی کر لیا اور اپنی سمجھ دانی سب کو کھول کر دکھا دی۔

خدا جب دین لیتا ہے

خرد بھی چھین لیتا ہے

كذالك العذاب ولعذاب الاعداء اكبر لو كانوا يعلمون

اب معترض صاحب بہادر ترجمہ رضویہ لکھنے کے بعد یوں منہ کھولتے ہیں: ”اس ترجمہ پر کئی اعتراضات واقع ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ قرآن مجید میں ”اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ“ اصل عبارت ہے، معمولی عربی جاننے والا سمجھتا ہے کہ انما حصر کے لئے اور بشر کے معنی ”آدمی“ اور مِثْلُ کے معنی ”جیسے“ اور ٹحکم کے معنی ”تم“ ہیں۔ اس لئے صحیح ترجمہ یہ ہوا: ”بس میں تمہارے جیسا آدمی ہوں۔“ اسی لئے شاہ











اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر  
ابھی کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا تو اور سنئے، یہ مولوی ذوالفقار علی  
دیوبندی ”قصیدہ بردہ“ کی ”شرح عطر الوردہ“ میں رقمطراز ہیں:

منزه عن شریک فی محاسنه

فجوهر الحسن فیہ غیر منقسم

”جناب رسالت مآب ﷺ اس عیب سے پاک ہیں کہ ان  
کی خوبیوں میں بالذات اور کوئی ان کا شریک ہو بلکہ تمام خوبیوں کے  
آپ مستقل مالک ہیں اور ان میں جو خوبیاں ہیں آپ کی خوبیوں کا کھل  
ہے کیونکہ وہ آپ ہی سے مستفادہ میں..... الخ“

معرض صاحب! یہ تو تمہیں اور کڑوی لگنی چاہیے کہ اس میں  
تو سرے سے تشبیہ ہی کی نفی ہے مگر دیوبندی کی شرم رکھنے کو کچھ فتویٰ  
صادر نہ کرو گے۔ یہی ذوالفقار علی اس کتاب کے آخر میں اپنے قصیدہ  
نعتیہ میں کہتے ہیں..... الخ

ما مثل احمد فی الوجود کریم

حضور ﷺ کے مثل وجود میں کوئی کریم نہیں۔

ظاہر ہے کہ کرم ایک باطنی وصف ہے جس میں حضور کے  
مثل کی نفی کی ہے، اللہ انصاف! جب حضور ﷺ کے وصف باطنی میں کوئی  
آپ کا مثل نہیں تو اب مثلیت سوائے ظاہر کے کا ہے میں رہ گئی؟ کیوں  
معرض بہادر! اب کیا یہی ٹہرائی ہے کہ ہم کہیں تم نہ کہو۔ ولا حول ولا  
قوة الا باللہ العلی العظیم

آگے ”میلاد گوہر“ کے اشعار نقل کرنے کے بعد تحریر کرتے  
ہیں کہ: ”ان شعروں میں رسول اللہ ﷺ کو خدا کا اوتار ظاہر کیا گیا ہے اگر  
امام احمد رضا علیہ رحمۃ اللہ اس کو تسلیم نہیں کرتے تو انہوں نے ترجمہ میں  
”ظاہر صورت“ کے الفاظ کیوں بڑھائے۔“

بھدہ تعالیٰ! ہم نے ثابت کیا کہ ”ظاہر صورت“ کی قید  
ضروری جس پر صحت کلام موقوف ہو اور اسی سے آیات و احادیث کے  
درمیان تطبیق حاصل اور اپنے مفید مطلب عبارات خصوصاً شاہ صاحب  
علیہ رحمۃ اللہ کا فرمان واجب الاذعان اور آخر میں ذوالفقار علی دیوبندی کی  
عبارت پیش کی، کسی کے خلاف شرع شعر سے امام احمد رضا پر کیا الزام۔

ہو سکتی۔ معرض بہادر! یہ سنتے چلیں کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا وہ ترجمہ  
جسے انہوں نے اردو کے ترجمہ کی بنا پر غلط بتایا تھا وہ علماء کے نزدیک نہ  
صرف یہ کہ صحیح ہے بلکہ ایسا مشہور ہے کہ محتاج بیان نہیں تو وہ جو ہم نے کہا  
تھا کہ ہر غیر مشہور غلط نہیں ہوتا محض تنزل تھا اور اردو کے ترجموں کی ہی  
حد تک تھا۔ نیز ان ارشادات کے پیش نظر ترجمہ رضویہ کو دیگر تراجم پر  
فوقیت ظاہر جیسا کہ پہلے بیان کر آئے تو اس مقام پر دیگر تراجم کو لانا  
جہل ہے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم

معرض میں ہمت ہے تو اب ان علماء کو وہ الزام دے جو  
سرکار امام احمد رضا کو دیئے کوئی بعید نہیں کہ انہیں بھی کہنے کی جرأت کر  
بھاگو، مگر پہلے انہوں کی تو خبر لو۔ سنو! یہ شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمہ کیا  
فرما رہے ہیں: ”وَلَلْآجِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَى“ کے تحت تفسیر  
عزیزی میں فرماتے ہیں: ”یعنی البتہ ہر حالت آخر بہتر باحد حرامہ معاملات  
اول تا آخر نہ بشریت حرامہ و صلوات اللہ علیہ و علیہ وسلم نور حق پر تو علی سبیل الدوام  
حاصل خود“ اھ! ہر آئندہ حالت تیرے لئے معاملہ گزشتہ سے بہتر ہوگی  
یہاں تک کہ تیری بشریت کا اصلاً وجود نہ رہے اور ہمیشہ کے لئے تیرے  
اوپر نور حق کا غلبہ ہو۔ {معرض صاحب! یہ تو بہت اونچی ہو گئی، آپ نے  
تو امام احمد رضا علیہ رحمۃ اللہ کو محض اتنی سی بات پر کہ انہوں نے ”ظاہر  
صورت بشری“ فرما دیا یہ الزام دے دیا کہ معاذ اللہ سرکار ابد قرار علیہ الخیر  
۱۸۹۷ء امام احمد رضا علیہ رحمۃ اللہ کے نزدیک خدا ہیں، چنانچہ آپ لکھتے  
ہیں: ”دوسرے ”ظاہر صورت بشری“ میں تو پیارے غنیمت دوسرے  
انسانوں کی مانند انسان ہیں حقیقت میں کیا ہیں یہ نہیں بتلایا اگر انسان  
کے علاوہ فرشتہ یا کوئی دوسری مخلوق مانا جائے تو توہین ہوتی ہے کیونکہ  
انسان تمام مخلوقات سے درجہ میں بلند ہے اس لئے سوائے اس کے اور  
کیا کہا جاسکتا ہے کہ حضور ﷺ ظاہری میں بشر ہیں حقیقت میں خدا  
ہیں..... الخ“ ساون کے اندھے کو ہر اسی ہر نظر آتا ہے، کافر سب کو  
کافر ہی سمجھتا ہے مگر شاہ صاحب تو معرض کے طور پر بشریت حضور ہی  
سے منکر ہو گئے۔ اب انہیں بھی یہی الزام دے ورنہ ان کے بچاؤ کی کیا  
تدبیر ہے، بتائیے؟

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر



آگے کہتے ہیں کہ: ”سوال ہوتا ہے کہ اگر ترجمہ میں صرف بشر لے آتے تو حرج کیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ رسول ﷺ کو بشر کہنا کافروں کا طریقہ بتلا چکے ہیں..... الخ“

اقول: جی کافروں کا طریقہ نہیں تو آپ کے نزدیک مومنوں کا طریقہ ہوگا۔ ذرا بتائیے کوئی آیت، کون سی حدیث میں آیا ہے کہ مسلمانوں نے سرکار ﷺ کو اپنا جیسا بشر کہا؟ قل ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین

پھر لکھا: ”رسول اکرم کو صفات خداوندی کا مظہر اور کائنات و جنت و دوزخ، رزق و خیر کا مالک و قاسم بتا چکے ہیں اور حضور کو اپنا مجازی رب اور اپنے کو ان کا بندہ کہ چکے ہیں..... الخ“

قولہ: ”اور رسول اکرم کو صفات خداوندی کا مظہر“ اللہ! اللہ! بقلم خود توحید پرستوں کو حضور کے مظہر الہی ہونے پر بھی اعتراض ہے جن کی یہ شان ہے کہ: ”من رآنی فقد رأى الحق“ {جس نے مجھے دیکھا اس نے اپنے اللہ کا جلوہ دیکھا۔} معترض بہادر! اگر بندے کا مظہر صفات الہی ہونا جائز تو: ”نخلقوا باحلاق اللہ“ {اللہ کے اخلاق حمیدہ سے آراستہ ہو جاؤ۔} کا کیا مطلب ہوگا اور مشکوٰۃ کی اس مشہور حدیث کا کیا معنی بیان کی جائے گا جس میں وارد ہوا: ”ولا یزال عبدی یتقرب الیّ با التواقل حتیّ احبہ فاذا احببته کنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یشہد بہ و النی یشط بہا و رجليہ اللّٰتی یمشی بہا“ {بندہ مجھ سے تواقل کے ذریعہ نزدیک کی چاہتا رہتا ہے یہاں تک میں اسے چاہتا ہوں تو جب میں اسے چاہتا ہوں تو اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ کام کرتا ہے پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔} اللہ کے کان، آنکھ، ہاتھ، پیر نہیں تو سوائے اس کے کیا کہئے گا کہ بندہ اللہ کے صفات سمع و بصر و قدرت کا مظہر ہو جاتا ہے۔ اچھا معترض بہادر! ہماری نہ مانو تو اپنے امام (امام ربیع دہلی قس) کی سنو، وہ صراطِ مستقیم میں رقم طراز ہیں: ”بہ صفت اگرچہ فی حد ذاتہا مستکنی از مظاہر است لیکن بتا بر اقتضائے حکمت الہیہ با وجود استکنا در مظاہر مشلکہ کہ عبارت از مخلوقات است ظہور نمودہ..... الخ“ ملتقطاً

نہ اس ”ظاہر صورت“ کی قید سے مذکورہ اشعار کا تسلیم کرنا لازم ہے تو شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اور اس دیوبندی سے بھی پوچھئے کہ، اے شاہ صاحب! اگر تم ان کو تسلیم نہیں کرتے تو تم نے کیوں کہا کہ: ”تیری بشریت کا اصلاً وجود نہ رہے۔“ اور اے دیوبندی صاحب! تم نے حضور کے مثل کی نفی کیوں کی۔ معترض بہادر! پھر بے دیکھے تیر چلا گئے حبیب! میلا دگو ہر سے معترض نے یہ شعر بھی نقل کیا:

ادب سے زباں تھام کر رہ گیا میں  
حبیب خدا کو خدا کہتے کہتے  
اس شعر میں کوئی حرج نہیں اس سے معترض کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا تو اسے ذکر کرنا طرفہ جہالت ہے۔ نیز اس شعر کو بھی معترض نے جائے اعتراض میں رکھا ہے جو یہ ہے۔

ندائمی کہ سرکار تشریف لاؤ دو عالم کے مختار تشریف لاؤ  
یہ شعر ہمارے نزدیک صحیح ہے۔ وہابیہ نہ مانیں تو ہماری بلا سے جہنم میں جائیں۔ پھر لکھتے ہیں: ”اگر کوئی صاحب کہہ دیں کہ ”ظاہر صورت“ اس لئے بڑھایا گیا ہے تاکہ کوئی دھوکہ نہ کھا جائے کہ پیغمبر ﷺ خدا کی پناہ بالکل دوسرے انسانوں کی مانند کمالات سے خالی ہیں۔ یہ کہنا جہالت ہے کیونکہ جن کا قرآن مجید پر ایمان ہے وہ آپ کے فضائل پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور جن کا ایمان نہیں ان کے لئے یہ وضاحت بیکار ہے۔“

اقول: تو لا! ہرگز بیکار نہیں اس لئے کہ ایمان والوں میں زیرک و نادان کبھی ہیں اور نادان کے لئے یہ وضاحت ضروری اگرچہ زیرک کے لئے ضروری نہیں اور بے ایمان کے لئے یہ قید اس کے منہ میں لگام لگانے کے لئے ہے۔

نائباً: معترض نے خود ہی صاف کہہ دیا کہ قرآن مجید پر ایمان رکھنے والے وہی ہیں جن کا فضائل حضور ﷺ پر ایمان ہے۔ معترض بہادر! اسماعیل دہلوی تو سب بندوں کو بڑے یا چھوٹے عجز و نادانی میں برابر کہہ چکے اور یہ کہہ کر فضائل نبی سے مکر چکے اور تم خود قبول کر چکے کہ: ”جس کا قرآن مجید پر ایمان ہے..... الخ“ تو بولو! تم اور تمہارا امام بے ایمان ہوئے کہ نہیں پھر کس منہ سے کہتے ہو: ”جن کا قرآن مجید پر ایمان ہے..... الخ“ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم



رکھی۔ ”مثنوی شریف“ میں ”قصہ خریداری بلال علیہ السلام“ میں ہے :  
”سیدنا صدیق اکبر نے حضور پر نور ﷺ سے کیا عرض کی۔

گفت ماد و بندگان کوئے تو کردمش آزاد ہم بر روئے تو  
اللہ ﷻ فرماتا ہے: ”قُلْ يٰعِبَادِ الْبَيْنِ اَسْرِفُوْا عَلٰى  
اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ  
جَمِيْعًا ۚ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝“ (اے محبوب! تم اپنی تمام امت  
سے یوں خطاب فرماؤ کہ: اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر  
علم کیا اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا  
ہے، بے شک وہی ہے بخشنے والا مہربان۔)

حضرت مولوی معنوی دس برہ ”مثنوی شریف“ میں فرماتے ہیں۔  
بندہ خود خواہد احمد در رخاں جملہ عالم رانجواں قل بعباد  
طرفہ یہ کہ وہابیہ کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی ”حاشیہ  
شائم امدادیہ“ میں قرآن کریم کا یہی مطلب ہونے کی تائید کر گئے کہ  
تمام جہان رسول اللہ ﷺ کا بندہ ہے۔ معترض بہادر! حضور ﷺ اور  
حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما اور مولانا روم علیہ السلام کو بھی کیا شرک کا الزام  
دیں گے؟ نیز شاہ ولی اللہ صاحب کو کیا کہیں گے؟ اور اپنے حکیم الامت  
تھانوی صاحب کے لئے کیا کہیں گے؟ اور سنیں محمود حسن دیوبندی،  
رشید احمد گنگوہی کے لئے کہہ رہے ہیں..... ع  
عبید سود کا لکے لقب تھا یوسف جانی

[مرثیہ مکتوبی]  
یعنی رشید احمد گنگوہی کے کالے غلام بھی یوسف جانی ہیں،  
ان کے لئے بھی جواب سوچ رکھیں۔ آگے معترض صاحب بہادر منہ  
کھولتے ہیں: ”اور بعض معتقد تو کھلے طور پر بشریت سے انکار کر چکے  
ہیں۔ اسی گروہ کے ہموار ”رازالآبادی“ کہتے ہیں۔  
تھے کہہ سکوں بشر میں یہ کہاں مری حقیقت  
میں زمیں پہ مر رہا ہوں تیری عرش تک رسائی  
بہت برے ہیں وہ لوگ جو حضور ﷺ کی بشریت سے منکر ہیں، خارج از  
اسلام ہیں، وہ ہمارے گروہ میں سے نہیں، ہم اہلسنت نہ بشریت مصطفیٰ  
ﷺ کے منکر ہیں..... بقیہ صفحہ ۳۱ ملاحظہ فرمائیں۔

لو اتم تو حضور ﷺ کو اللہ کے صفات کا مظہر کہنے پر معترض ہو  
امام الطائفہ (اسامیل دہلوی قیل) نے تو ساری مخلوق کو مظاہر صفات کہہ  
دیا، ہماری تائید ہوئی۔ واللہ الحمد معترض بہادر! اب امام الطائفہ کو کیا  
کہتے ہیں۔ کذلک العذاب ولعذاب الٰخرة اکبر لو کانوا یعلمون  
قولہ: ”اور کائنات و جنت و دوزخ، رزق و خیر کا مالک و قاسم بنا چکے  
ہیں..... الخ“ بے شک حضور ﷺ مالک و قاسم ہیں، ان کے رب نے  
انہیں مالک بنایا۔ قال تعالیٰ: ”اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْکُوْنُوْرَ“ (بے شک  
اے محمد ﷺ! ہم نے تمہیں خیر کثیر عطا فرمائی۔) {”مدارج النبوۃ“ میں  
فرمایا: ”مراد ہاں ضمیر کثیر است در دنیا و آخرت..... الخ“ (مراد  
اس سے دنیا و آخرت کی کثیر نعمتیں ہیں۔)

رہی یہ بات کہ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے کو حضور ﷺ کا  
بندہ لکھ چکے ہیں تو یہ بے شک صحیح ہے۔ یقیناً ہر اہل ایمان کے لئے  
بندہ سرکار مدینہ ہونا فخر ہے مگر اس سے نتیجہ نکالنا کہ خود کو ان کا بندہ  
کہنا معاذ اللہ انہیں خدا کہنا ہے، یہ معترض اور اس کی جماعت کی عقل  
کے شایان ہے بقرآن میں ہمارے غلاموں کو ہمارا بندہ فرمایا گیا:  
”وَاَنْكِحُوْا الْاَيْمٰنٰی مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ  
اِمْلٰئِكُمْ“ (تم میں جو عورتیں بے شوہر ہیں ان کا نکاح کرو۔) معترض بہادر!  
اب یہی الزام خدا کو دو۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ  
اور حضور ﷺ فرماتے ہیں: ”لیس علی المسلم فی  
عبده ولا فرسہ صدقة“ (مسلمان پر، اس کے بندے اور اس کے  
گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں۔) یہ حدیث صحیح بخاری، صحیح مسلم اور باقی سب  
صحاح میں ہے۔ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مجمع صحابہ میں،  
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرما کر اعلانیہ برسر منبر فرمایا: ”کننت مع رسول  
اللہ ﷺ و کننت عبده و عبادمه“ (میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا،  
میں حضور ﷺ کا بندہ تھا اور حضور ﷺ کا خدمت گار تھا۔) یہ حدیث وہابیہ  
کے امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کے دادا اور زعم طریقہ میں پر دادا جناب  
شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے ”ازالة الحفء“ میں بحوالہ ابو  
حنیفہ و کتاب ”الریاض النضرۃ“ لکھی اور اس سے سند لی اور مقبول



## زبان شناس؟ مترجم

پر نظر رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

یعنی جن دو زبانوں کے مابین ترجمہ ہو رہا ہے ان کے مفردات، مرکبات، جملوں کی ساخت کے فرق پر بہت گہری نظر ہونا ضروری ہے، یہ نظر جتنی باریک ہوگی ترجمہ اتنا ہی اچھا ہوگا حتیٰ کہ بعض وقت ترجمہ اصل کتاب سے زیادہ مؤثر ہو جاتا ہے اگرچہ ایسا شرف دنیا کے چند ترجموں کو نصیب ہوا ہے کہ اصل کتاب کو لوگ ترجمہ کے مقابلہ میں بھول گئے جیسا کہ ”بیچ تنز“ کا ترجمہ کہ فارسی سے ہوتا ہوا عربی میں پہنچا تھا عربی میں ہارون رشید کے زمانے میں عبداللہ بن المصنف بلخ عرب کے قلم نے اس کے ترجمہ کو ایسا غلو و بخشا کہ ان کا ترجمہ اصل کتاب سے زیادہ مشہور ہوا اور پوری دنیا میں پھر بلخ عرب کے ترجمہ سے ہی ”بیچ تنز“ کا ترجمہ ہوا۔

ترجمے علمی ادبی دونوں طرح کے ہوتے ہیں، اسی طرح دینی کتابوں خاص کر کتاب و سنت کے ترجمہ کی بھی ضرورت پیش آتی ہے۔ قرآن پاک اور حدیث پاک کا ترجمہ صرف عبارت کے اعتبار سے ہی سخت نہیں ہے بلکہ شرعی اعتبار سے بھی بہت مشکل ہے کیوں کہ اس میں یہ ڈر رہتا ہے کہ کہیں اصل معنی کی تحریف نہ ہو جائے کہ پھر سارا کیا دھرا اکارت ہو جاتا ہے اور انسان سخت گنہگار ہوتا ہے۔

ہم نے کتاب و سنت کے بہت سے تراجم دیکھے ہیں مگر امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قلم سے نکلے ہوئے ترجموں کا الگ انداز ہے، جن میں اصل سے مطابقت اتنے اعلیٰ درجہ میں پائی جاتی ہے کہ اس سے آگے نہایت مشکل معلوم ہوتی ہے، جس کی کچھ تفصیل ہم ان شاء اللہ تعالیٰ آگے صفحات میں کرنے جا رہے ہیں۔

امام احمد رضا نے اکثر ترجمے عربی سے اردو میں کیے ہیں اور اردو سے عربی میں بھی اور کچھ فارسی کے مابین بھی کیے ہیں۔ یہاں ہم یہ بتادیں کہ امام احمد رضا جس تاریخ میں ترجمہ کر رہے تھے اس وقت

انسان کو اللہ تعالیٰ نے مختلف زبانوں کو ادا کرنے کا سلیقہ اور شعور عطا فرمایا ہے۔ زبانوں کا ارتقاء اور تخیل کی صفائی کے حصول کا کیا طریقہ رہا ہے یہ الگ بحث ہے جس کا تعلق دوسرے علوم سے ہے خاص کر علم بشریات سے اور علم تاریخ ارتقاء سے تاہم یہ صاف ظاہر ہے کہ ایک زبان کے مفہوم کو دوسری زبان میں منتقل کرنے کی ضرورت کافی قدیم زمانے سے محسوس ہوتی رہی ہے اور تہذیب کے دور میں ملکی، دینی، سیاسی، ادبی ضرورتوں کے تحت ترجمہ کی حاجت قائم ہوتی ہے اور کافی زمانے سے اس کے ماہرین پیدا ہوتے رہے ہیں۔

ہر زبان کا اپنا ایک انداز ہوتا ہے۔ جملہ کی ساخت میں جس میں تقدیم اور تاخیر سے کئی ایک طرح کے مفہوم لئے جاتے ہیں۔ مثلاً آپ اردو میں دیکھیں:

کام تمام کر دیا..... اکثر شتم کرنے اور ہلاک کرنے کے معنی میں تمام کام کر دیا..... زیادہ کرنے پر، تعریف کے موقع پر میرے اوپر آنکھیں نکالیں..... غصہ کرنے کے لئے، غیر محدود کر کے آنکھیں میرے اوپر نکالیں..... غصہ کرنے کے لئے، محدود کرنے کے لئے، یعنی صرف میرے اوپر ناراض ہو اور دوسروں پر نہیں

اسی طرح ہر زبان میں ساخت کا مفہوم پر خاص اثر ہوتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ ایک زبان کے مقابلہ میں دوسری زبان کا لفظ رکھتے وقت بھی بہت سی باریکیاں نظر میں ضروری ہوتی ہیں مثلاً: ڈرنا، گھبرانا، لرزہ بر اندام ہونا، دل ٹھکانے نہ رہا، ہاتھ پیر پھول گئے، دھک دھک ہوگئی، خون سوکھ گیا۔ یہ سارے الفاظ تقریباً خوف کے کھانے اور خوف کے مختلف مراحل کے لیے استعمال ہوتے ہیں اسی طرح عربی میں: ذُجِعَ، خَافَ، دَجَسَ، اَرْتَعَدَتْ، فَرَّطَ، فَرَّغَ، اَفْشَعَرَ، جَلَدَ، اَرْتَعَدَ، فَرَّقَا، فَرَّقَ وغیرہ الفاظ خوف کی مختلف حالتوں پر دلالت کرتے ہیں اسی لیے دونوں زبانوں کے مرکبات اور مفردات کے فرق



زبان میں تھی۔

بیسویں صدی کے آغاز میں آخر کار منظمی نثر متروک ہوتی چلی گئی اور صاف نثر لکھی جانے لگی اور اسی کو مقبولیت حاصل ہوئی وہ اس کی صاف ہے کہ ملکی اخبار اور سیاسی حالات علمی ترجمہ اسی کے ہی متقاضی تھے۔ اس دور میں راشد الخیری، خواجہ حسن نظامی، پریم چند، نیاز فتح پوری سجاد حیدر، لطیف احمد، قاضی عبدالغفار وغیرہ نثر نویس مشہور ہوئے ہیں۔

اس کی روشنی میں ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ امام احمد رضا کو دوسرا دور مکمل اور تیسرے دور کا ابتدائی اکثر حصہ دیکھنے کو ملا۔ اس زمانے میں اخبار و صحافت کی ہی زبان زیادہ صاف تھی۔ باقی زبان اتنی صاف نہیں تھی جس کا فرق ہم سرسید کے مضامین ”تہذیب الاخلاق“ اور ان کی دوسری تصنیف ”آثار الصنادید“ میں دیکھ سکتے ہیں اور اس دور کے ترجمہ کی زبان میں نقل لفظ کو ہی ترجیح دی جاتی تھی۔ امام احمد رضا کا خانوادہ ایک علمی خانوادہ تھا اور اردو کے ابتدائی دور کے آخر میں یعنی انیسویں صدی کے نصف اول میں ان کے والد صاحب کی چند تصانیف ہیں جن کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ حضرت مولانا تقی علی خاں نے سرسید اور حالی سے پہلے ہی نہایت سلیس نثر کو اختیار کر لیا تھا۔ اس کا اثر امام احمد رضا کی نثر پر آنا لازم تھا کیوں کہ آپ کی تعلیم اکثر آپ کے والد ماجد حضرت مولانا تقی علی خاں صاحب سے ہوئی تھی۔

مگر امام احمد رضا کی نثر میں ایک عجیب طرح کی لذت ہوتی ہے جو دوسروں کے یہاں نہیں ملتی ہے۔ وہ نثر نہایت صاف اور غموض سے پاک ہوتی ہے۔ فارسی کے الفاظ کو آپ اس انداز سے بہتہ کرتے ہیں کہ وہ اردو کے ہی معلوم ہوتے ہیں۔ تقدیم و تاخیر نہایت واضح انداز سے ہوتی ہے کہ جملہ کو دوسری ترکیب میں بدلائی نہیں جاسکتا۔ قافیہ اور بچ والی بھی ہوتی ہے مگر وہ طبعی اور فطری ہوتی ہے کہ اس کی جگہ دوسرا لفظ موزوں نہیں ہو سکتا۔ آپ کی نثر میں علم و ادب ایک ساتھ چلتے ہیں۔ قافیہ اور بچ واضح ترکیب بن جاتے ہیں اور سلاست، وضاحت، اختصار، عظمت، شکوہ اور تقاسب اعلیٰ سطح پر موجود ہوتا ہے۔ بات یہاں پر خاص یہ ہے کہ آپ نے تمام خصوصیات کو فتویٰ میں، خط میں، ترجمہ میں غرض ہر تحریر میں محفوظ اور باقی رکھا ہے۔ غرض کہ آپ کی

اردو نثر کی کیا حالت تھی اور اس وقت ترجموں میں کس انداز کی زبان استعمال کی جاتی تھی جس سے ظاہر ہوگا کہ امام احمد رضا کے ترجمہ کی زبان کتنی شستہ ترقی کردہ اور مستقبل کے قریب تر زبان تھی۔ ترجمہ کی زبان جو امام احمد رضا نے استعمال کی ہے اس زبان کا تقابل اور موازنہ اس دور کی عام نثر سے کرتے ہیں تو یہ ترجمہ کی زبان ہوتے ہوئے بھی نہایت ترقی کردہ معلوم ہوتی ہے۔

امام احمد رضا کا دور: امام احمد رضا کی پیدائش ۱۳ جون ۱۸۵۶ء کو ہوئی اور ۱۸۷۰ء کو آپ نے تعلیم سے فراغت حاصل کی لہذا امام احمد رضا کی تحریروں کا زمانہ ۱۳ شعبان ۱۲۸۶ھ یعنی ۱۸۷۰ء سے شروع ہوتا ہے۔ آپ نے ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء میں قرآن پاک کا ترجمہ فرمایا جو ”کنز الایمان“ کے نام سے مشہور ہوا..... تو اس دور میں اردو نثر کی حالت پر ایک اجمالی نظر ڈالتے ہیں۔

اردو نثر کی ابتدا چودھویں عیسویں ہی سے ہوتی ہے اور یہ دور اٹھارہویں صدی تک دراز ہے۔ اس دور میں اردو نثر میں فارسی دکنی زبان کا عنصر غالب رہا ہے اس دور کے آخر میں انیسویں صدی کی ابتدا میں نثر میں اصلاح شروع ہوئی اور اس اصلاح کی ضرورت سب سے پہلے انگریزوں کو ہوئی تاکہ عام زبان حاصل کر کے سیدھی سادی زبان میں بات کر سکیں اور اسی لیے کلکتہ کے فورٹ ولیم کالج میں اس سادہ نثر کا اہتمام کیا گیا۔ اس دور کے آخر میں زبان کے دو انداز شروع ہو گئے تھے۔ ۱: مسجع اور منظمی عبارت ۲: آزاد اور سادہ تحریریں

مگر آزاد اور سادہ تحریریں بھی ابھی اپنی ساخت میں ابتدائی مراحل میں تھیں۔ انیسویں صدی کے نصف آخر میں جدید نثر کا دور شروع ہوا اور یہ اردو نثر کا دور تھا، اس میں بھی ایک طرف فارسی آمیزش والا اسلوب زیادہ پسند تھا جس کی مثال ”فسانہ عجائب“ نام کی کتاب ہے۔ دوسری طرف آزاد اور نہایت صاف زبان لکھنے کی طرف ایک جماعت نے توجہ کی اس میں سرسید، شبلی نعمانی، ذکاء اللہ، مولوی چراغ علی، نواب محسن الملک، نذیر احمد کی تحریر صاف اور ترقی کردہ سمجھی جاتی ہے اور جدید نثر کا ان لوگوں کو معیار تصور کیا جاتا ہے، اس دور کے آخر میں مولانا عبدالحلیم شرر اور پنڈت رتن ناتھ سرشار کی تحریر نہایت عام اور سلیس



میں قیامت کے اندر شفاعت کی طلب کا ذکر ہے کہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو آپ ان سے کہیں گے: ”فیاتون عیسیٰ فبقولون اشفع لنادی ربك فلیقص بیننا فبقول انی لست هناکم انی اُتِجِدْتُ الهامن دون الله و انه لا یهمنی الیوم الی نفسی ولكن ان کل متاع فی و عاء مختوم علیه اکان یقدر علی ما فی خوفه حتی یفض الخاتم فبقولون لا فبقول ان محمداً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیاتونی فأقول أنا لہا فاذا اراد اللہ أن یصدع بین خلقه نادی مناداً بن احمد و امتہ فتمن الاعرسون الاولون نحن اخر الامم واول من یحاسب فتصریح لنا الامم عن طریقنا الحدیث ہذا مختصر“

{جب لوگ اور انبیاء علیہم السلام کے حضور سے مایوس ہو کر پھریں گے تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر شفاعت چاہیں گے۔ مسیح فرمائیں گے میں اس منصب کا نہیں مجھے لوگوں نے اللہ کے سوا خدا بنایا تھا مجھے آج اپنی ہی فکر ہے مگر ہے یہ کہ جو چیز کسی سر بہ مہر برتن میں رکھی ہو کیا بے مہر اٹھائے اسے پاسکتے ہیں لوگ کہیں گے نہ۔ فرمائیں گے تو محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں اور یہاں تشریف فرما ہیں لوگ میرے حضور حاضر ہو کر شفاعت چاہیں گے میں فرماؤں گا میں ہوں شفاعت کے لیے پھر جب اللہ ﷻ اپنی مخلوق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں احمد ﷺ اور ان کی امت تو ہمیں پچھلے ہیں اور ہمیں اگلے سب امتوں سے پیچھے آئے اور سب سے پہلے ہمارا حساب ہوگا اور سب عرصات محشر میں ہمارے لیے راستہ دیں گی}

اس عبارت میں خط کشیدہ الفاظ اور ان کے ترجمہ پر خاص غور کیجیے پھر پوری عبارت کو دیکھیے کہ ترجمہ میں ہر لفظ کے مقابلہ میں لفظ ہے۔ مفردات کے لیے اردو میں مستعمل کلمات لائے گئے ہیں اور ترکیب میں کوئی جھول اور اوچھاپن نہیں ہے۔ یہ عبارت ترجمہ اگر نہ ہوتی تو بھی مکمل ادائیگی کرتی معنی کی۔ ترجمہ میں ایسی مطابقت ہے کہ بے کم و کاست اصل زبان کے الفاظ کا ترجمہ بھی ہو گیا، خود اردو زبان کے اسلوب کے اعتبار سے بھی سلاست، روانی، وضاحت، اختصار، جامعیت، درستی مطالب پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گلن ہے۔

شاعری میں بھی یہی طرز اور سلاست برقرار ہے کہ وہ شعر بھی ہے اور فطری ترکیب پر بھی اس کو نثر کرتے وقت بھی وہی شعری ہیئت برقرار رہے گی۔ شعر میں میں نے یہ انداز صرف ابراہیم خاں ذوق کے یہاں سب سے زیادہ پایا کہ ان کے شعری نثری تحلیل شعری ہیئت کو چھوڑتی نہیں، یہ شاعری اور زبان پر عظیم قدرت کی علامت ہے۔ ذوق کے اس شعر کو دیکھئے۔

اچاٹے سے فلک کے ہم تو کب کے  
کل جاتے مگر رستہ نہ پایا  
اس شعری نثری تحلیل بھی اس کے علاوہ نہ ہوگی..... اور امام احمد رضا کا یہ شعر۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا  
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا  
آپ اس کی نثر اس سے بہتر نہیں لاسکتے۔

بہر حال امام احمد رضا نے زبان کی آبرو ہر جگہ باقی و برقرار رکھی۔ آپ کثیر المطالعہ اور وسیع النظر عالم تھے اس لیے زبان کے تعلق سے ہر پہلو پر آپ کی نظر رہتی تھی اور علوم کی باریکیوں پر آپ کی نہایت اعلیٰ توجہ رہتی تھی۔ جس کا اندازہ ہم کو آپ کی تحریروں اور ترجموں سے ہوتا ہے۔ لہذا ہم آپ کو ایک ”زبان شناس مترجم“ کہہ سکتے ہیں۔

ترجمہ کی خصوصیت: ترجمہ میں اصلی زبان سے مطابقت اور مفہوم کی مکمل ادائیگی اور دونوں زبانوں کی مستعمل ہیئت ہی ترجمہ کو حسن اور عظمت بخشتی ہے۔ قرآن و سنت کے ترجموں میں شریعت کے تقاضوں، عقائد کے اصول، اسلام کے محکم فیصلوں کی مطابقت اور قائل کی عظمت و عزت اور مرتبہ تقدس کا لحاظ بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ امام احمد رضا نے قرآن و سنت کے ترجموں میں اس شرائط و قواعد کا ایسا لحاظ رکھا ہے کہ آپ اس میں منفرد ہیں۔ آپ کے ترجمہ قرآن پاک کے جائزے سے قبل ہم آپ کے سامنے دوسری عبارتوں کے ترجمہ کی چند مثالیں رکھنا چاہتے ہیں۔ رسالہ ”تختم النبوة“ میں آپ نے متعدد احادیث و اقوال ائمہ کا ترجمہ فرمایا ہے۔ صفحہ نمبر ۱۴ پر ایک حدیث پاک کا ترجمہ ہم نقل کرتے ہیں یہ ایک طویل حدیث شریف کا خاص حصہ ہے جس



اسی طرح اس کتاب کے صفحہ نمبر ۵۸ پر دارقطنی کی ایک روایت درج ہے جس کا ترجمہ بھی آپ ہی نے فرمایا ہے: "قال قلت لعمر بن علی بن الحسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ائیکم امام تفرض طاعته تعرفون ذلك له من لم يعرف ذلك له فعات مات مینة جاهلیة فقال لاو اللہ ما ذلك فیما قال هذا فهو کاذب فقلت انهم یقولون ان هذه المشرقة کانت لعلی ثم للحسن ثم للحسین قال قائلهم اللہ و یلهم ما هذا من الدین واللہ ما هو لاء الامناء کلین بنا هذا مختصر" (میں نے امام زین العابدین کے صاحب زادے امام باقر کے بھائی امام عمر بن علی سے پوچھا: آپ میں کوئی ایسا امام ہے جس کی طاعت فرض ہو آپ اس کا یہ حق پہچانتے ہیں، جو اسے بے پہچانے مر جائے جاہلیت کی موت مرے، فرمایا: خدا کی قسم ہم میں کوئی ایسا نہیں، جو ایسا کہے جھوٹا ہے، میں نے کہا: رافضی تو کہتے ہیں یہ مرتبہ مولیٰ علی کا تھا پھر امام حسن پھر امام حسین کو ملا، فرمایا: اللہ رافضیوں کو قتل کرے خرابی ہو ان کے لیے یہ کیا دین ہے خدا کی قسم یہ لوگ نہیں مگر ہمارا نام لے کر دنیا کمانے والے، والعیاذ باللہ! دیکھیے ہم نے جو خوبیاں ترجمے کی ذکر کی تھیں وہ یہاں پر مکمل صورت میں موجود ہیں۔ اس کتاب میں اور "الامن و العلی" وغیرہ میں آپ نے کافی ترجمے کیے ہیں جو انشا اور ترجمہ کے بہترین نمونے ہیں کاش کوئی ان کو جمع کر کے کتاب تیار کر دے۔

ترجمہ قرآن پاک: آپ نے ترجمہ قرآن پاک میں تو اپنی قابلیت کا کمال ہی دکھایا ہے۔ یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن پاک کے ترجمہ کو شرعاً تفسیر کے درجہ میں ہی رکھا جاتا ہے۔ کیوں کہ وحی کا بدل اور خوبیاں دوسری زبان میں منتقل نہیں کیا جاسکتا ہے۔ مگر پھر بھی ترجمہ کا کمال یہ ہے کہ اس میں اصل سے مکمل مطابقت پیدا ہو جائے۔

امام احمد رضا کے ترجمہ کی خوبیاں:

۱: اصل عبارت سے مکمل مطابقت

۲: ہر لفظ کے مکمل مترادف کا وجود

۳: اردو زبان کا ترقی کردہ اور مستعمل اسلوب

۴: بلاغت اور بیان اور صرف و نحو کے مسائل کے مطابق معنی کا انتخاب

- ۵: معتبر تفسیر کے عربی ترجمہ کا اردو میں نقل
- ۶: اسلامی عقائد و سیرت اور مسلمات کی رعایت
- ۷: قرآن کی محکم آیات کی تعلیم کا لحاظ
- ۸: اللہ تعالیٰ، انبیاء کرام، اولیاء کرام، صالحین کے مرتبہ کی مطابق کلمات کا انتخاب
- ۹: اسی مختصر عبارت اور ترجمہ میں ذہن میں گردش کرنے والے سوالات کا جواب جو اس کے اسلوب سے ہی معلوم ہو جاتا ہے۔
- ۱۰: راجح تفسیر اور مقبول تفسیر کا ترجمہ میں لحاظ

اب ہم چند مثالیں پیش کرتے ہیں، آپ کے ترجمہ قرآن پاک سے مندرجہ بالا خوبیوں کا آپ اندازا کر سکتے ہیں۔ ان مثالوں میں ان مواقع کو چھوڑ دیا گیا ہے جن کو بار بار ہمارے سابقین لکھ چکے ہیں لہذا ان مثالوں کے ساتھ ان کو بھی شامل سمجھنا چاہئے۔

صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا) آپ نے "أَنْعَمْتَ" کا ترجمہ احسان سے کیا ہے اردو میں انعام کیے پر حق بنتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پر کسی کا کوئی حق بغیر اس کی رحمت کے نہیں، اس کا جو کچھ انسان پر عطیہ ہے وہ کسی عمل کے حق پر نہیں لہذا احسان ہی ہے اس کی ہر ہر نعمت۔ یوں تو اکثر محققین نے فرمایا ہے مگر امام احمد رضا نے اپنے اس ترجمہ میں متقدمین مفسرین کی رائے کو ترجیح دی ہے چنانچہ علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر "معالم التنزیل" میں "أَنْعَمْتَ" کے ترجمہ میں ارشاد فرمایا ہے: "أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (أَنْی مَنْعَتْ عَلَيْهِمْ بِالْهُدَايَةِ وَ التَوْفِيقِ) عربی میں "منة" اردو میں اس کو احسان ہی کہا جاتا ہے۔

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ (البقرہ: ۲۳) {اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے اس خاص بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلاؤ۔}

مفسرین نے فرمایا ہے کہ یہاں پر "عبدنا" میں اضافت تشریف یعنی قربت اور عزت بڑھانے پر دلالت کرنے کے لیے ہے







کھل واضح ہوگئی اور مخاطب کے ذہن میں کوئی بھی تردد باقی نہ رہا۔

آپ نے دیکھا ان چند مثالوں کو، ان سے یقین ہوتا چاہیے کہ امام احمد رضا نے اپنے ترجمہ میں قدیم مفسرین کی آراء، حدیث و کتاب اللہ کے ارشادات کا مکمل لحاظ اور زبان و بیان و بلاغت و فصاحت کا ہر اعتبار سے التزام کیا ہے۔ اور قرآن پاک کے مفہوم و مراد کی طرف بالکل سیدھا سچا راستہ دکھایا ہے اور حق یہ ہے کہ اہل علم کے لئے بھی اور عام لوگوں کے لئے بھی کنز الایمان سے بہتر ترجمہ موجود نہیں۔ اب ایک مثال ملاحظہ فرمائیں: ”قَالَ اَزَيْتُ اِذَا اَوَيْتَا اِلَى الصُّخْرَةِ (الکہف: ۳۳) (ہولا بھلا دیکھئے تو جب ہم نے اس چٹان کے پاس جگہ لی تھی)۔ علماء بلاغت نے فرمایا ہے کہ: ”أَرَأَيْتَ - السُّرُوبَةُ هُنَا مُسْتَعَارَةٌ لِّلْمَعْرِفَةِ التَّامَّةِ وَالْمَشَاهِدَةِ الْكَامِلَةِ وَهِيَ اسْتِعَارَةٌ تَصْرِيفِيَّةٌ تَبْعِيَّةٌ لَّا نَهَا أَحْرَيْتَ فِي الْفِعْلِ وَقَدْ حُذِفَ الْمَثْبُتُ وَأَقِيمَ الْمَثْبُتُ بِهِ مَقَامَهُ وَالَا مُسْتَفْهَامُ فِي أَرَأَيْتَ لِّلنَّعَجِ۔ (عرب القرآن للدرر، ج ۳/ ص ۵۵۷) (روایت سے مراد یہاں پر مکمل معرفت اور اعلیٰ درجہ کا مشاہدہ ہے اور از روے بلاغت یہ استعارہ تصریحہ جمعہ ہے کہ فعل میں مستعمل ہے تو مشبہ کو حذف کیا گیا ہے اور مشبہ قائم مقام ہے اور مذکور ہے اور استفہام تعجب کے لئے ہے۔)۔

اب پلٹ کر امام احمد رضا کے ترجمہ کو دیکھیے، تعجب اور مشاہدہ کی طرف کیسا لطیف اسلوب اختیار کیا ہے۔ بھلا دیکھئے تو، لفظ ”بھلا“ دیکھئے۔ تو“ ان تینوں کلموں کے اتصال نے مکمل بلاغت اردو میں اتار دی اسے کہتے ہیں زبان شناسی۔ تو ہم پھر یہ کہیں گے کنز الایمان جیسا ترجمہ اب موجود نہیں۔ ہاں ان لوگوں کو ضرور یہ ترجمہ گراں گزرے گا جنہوں نے انبیاء کرام اولیائے عظام اور صحابہ کرام کی عظمتوں کو تار تار کرنے کی قسم کھا رکھی ہے اور جنہوں نے اپنی خواہش سے دین بنایا ہے جو اپنی عقل کی کج رویوں سے بٹنے کا سوچتے ہی نہیں۔ جنہوں نے بزرگوں کی تعلیم و تفسیر و تحقیق کو رد کرنے کا شیوہ بنالیا ہے۔ وَمَنْ يَضِلُّ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ خَدَّائِ تَعَالَى جس کے نصیب میں گمراہی کر دے تو اسے کون راستہ دکھائے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِينَ۔ آمین

..... بقیہ..... حضور تاج الشریعہ کا دورہ .....۔

اس موقع پر حضور تاج الشریعہ کا شاندار استقبال کیا گیا۔ ملاقات میں علمی موضوعات زیر بحث آئے۔ یہاں بھی علمائے مصر و ہند کے درمیان مضبوط روابط پر زور دیا گیا۔ الشیخ احمد طیب نے اس بات پر بھی اظہار مسرت فرمایا کہ جامع از ہر میں حضور تاج الشریعہ کے مریدین، معتقدین و تلامذہ تقریباً 90 کے قریب ہیں آخر میں شیخ احمد طیب نے حضور تاج الشریعہ کی علمی اور دینی خدمات کے اعتراف میں جامعہ از ہر کا خصوصی ایوارڈ ”الدر الفخری“ (Pride of performance) دیا۔ یہ ایوارڈ کبار علمی شخصیات کو دیا جاتا ہے۔

بعد نماز عصر حضور تاج الشریعہ کی قیام گاہ پر درس حدیث کا اہتمام تھا۔ آپ نے عراق، لیبیا، سوڈان، الجزائر، یمن، ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور سری لنکا وغیرہ کے طلباء نے کثیر تعداد میں شرکت کی حضور تاج الشریعہ نے تقریباً 1 گھنٹہ مسلم شریف کا درس ارشاد فرمایا۔ رات میں حضور تاج الشریعہ دکتور محمد خالد ثابت (آپ کا قاہرہ میں بہت بڑا مکتبہ ہے) کے یہاں دعوت پر تشریف لے گئے۔ یہاں کثیر علمائے کرام خصوصاً شیخ یسری رشدی (مدرس بخاری شریف، جامعہ از ہر) اور شیخ احمد شحاتہ بھی موجود تھے۔ محفل میں حضور تاج الشریعہ نے اپنی عربی قصیدہ بھی سنایا۔ آخر میں شیخ یسری نے کئی سوالات کئے، جن کے حضور نے مدلل و مبرہن جوابات عربی میں عنایت فرمائے۔ حضور تاج الشریعہ کے علمی مقام اور تقویٰ سے متاثر ہو کر شیخ یسری اور دیگر علماء نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ اس موقع پر حضور تاج الشریعہ نے علماء کو اجازت حدیث اور اجازت سلاسل بھی عطا فرمائیں۔

بدھ 6 مئی 2009ء..... حضور تاج الشریعہ نے قاہرہ میں مزارات اولیائے کرام کی زیارت فرمائی۔ مسجد سیدنا امام حسین علیہ السلام میں آپ نے نماز ظہر اور مسجد سیدتنا زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں نماز عصر کی امامت فرمائی۔ بعض دیگر جید علماء نے بھی بذریعہ فون اجازت حاصل کیں۔

6 مئی کو ہی حضور تاج الشریعہ مصر سے واپس بریلی شریف تشریف لے گئے۔ انشاء اللہ! حضور تاج الشریعہ کا یہ دورہ علماء عرب اور علمائے ہندوستان کے درمیان مضبوط علمی، تحقیقی، تعلیمی اور روحانی تعلقات کے لئے سنگ میل ثابت ہوگا۔



## کنز الایمان سائنسک ترجمہ قرآن

ہیں مؤرخ بھی، مفکر بھی ہیں مدبر بھی، ادیب بھی ہیں شاعر بھی، مناظر بھی ہیں مصنف بھی، سیاست دان بھی ہیں ماہر اقتصادیات بھی، معلم بھی ہیں معلم ساز بھی، عاشق مصطفیٰ بھی ہیں اور عشاق کے قافلہ سالار بھی، مجتہد بھی ہیں مجدد بھی اور مجدد کیوں آتا ہے، اس کی ذمہ داریاں کیا ہوتی ہیں؟ اس سوال کا جواب علامہ نسیم احمد صدیقی صاحب کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے: ”جب عقیدہ و عمل میں فساد برپا ہوتا ہے اور معاشرہ فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتا ہے اور گمراہ گمراہ مفسدین اپنی ریشہ دوانیوں سے اسلامی معاشرہ میں ارتدادی الدین کی تحریک، غرسودہ تحقیق و اجتہاد کے نام چلاتے ہیں جس کے نتیجے میں کتاب و سنت پر عمل ترک ہونے لگتا ہے اور دین کی شکل مسخ ہونے لگتی ہے تو مجدد اپنے زمانے کے تقاضوں کے مطابق علوم ظاہری (عقلیہ و نظریہ)، شریعت و طریقت، اور علم لدنی سے آراستہ اور جرات و استقامت کے حسن عمل سے پیراستہ ہو کر نبی کریم ﷺ کا مظہر ہو کر نیابت کا حق ادا کرتا ہے، دین کے چہرے پر پڑی گرد و غبار کو صاف کر کے اس کے چہرے کے حسن کو نکھارتا ہے، اہل ضلالت و بدعت کی صحیح کٹی کرتا ہے، عقیدہ و عمل کے فساد کو دور کر کے خوش عقیدگی کو فروغ دیتا ہے، مجدد کو اپنے کار منصبی کیلئے اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ کی تائید و حمایت حاصل ہوتی ہے جبکہ ہم عصر علماء، اولیاء، اقلیاء، نقباء، نجباء، صلحا و اصفیاء اور عرفاء کی معاونت و نصرت بھی حاصل ہوتی ہے۔“ (اس مدی کا مہکون ۹/۱)

امام احمد رضا نے جس دور میں آنکھ کھولی سائنسی علوم کا ہر جانب چرچا تھا، سائنس کی لگام مادہ پرستوں کے ہاتھ میں تھی، نہ صرف ہند بلکہ سارے عالم میں اہل اسلام علوم و فنون سے بے تحاشہ دور ہو گئے تھے، غلامی کی ذلت کا پٹا ان کے گلے میں تھا۔ ان حالات میں یورپ کے صنعتی انقلاب اور بے شمار نئی ایجادات نے بالکل چار کھی تھی، مسلمانان عالم کے لئے بیشمار سوالات پیدا کر دیئے تھے، شاید آج

امام احمد رضا کی شخصیت آج کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آج دنیا کا کونسا خطہ ہے جہاں امام احمد رضا کا تذکرہ نہیں ہوتا۔ کوئی ان کا ذکر خیر کر کے اپنی سعادت مندی کا ثبوت دیتا ہے تو کوئی ان کا ذکر مٹانے کی کوششوں کے ذریعہ اپنی شقاوتوں کا اظہار کرتا رہتا ہے لیکن امام احمد رضا کے بقول۔

بے نشانوں کا نشان مٹا نہیں

مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

آج نام رضا کی گونج غربائے اہلسنت کی محافل سے نکل کر مشرق و مغرب کے علمی ایوانوں میں بھی سنائی دے رہی ہے۔۔۔۔۔

گونج گونج اٹھے ہیں نعمات رضا سے بوستان

بہت عرصہ تک امام احمد رضا کو ایک عالم دین اور نعت گو

شاعر کی حیثیت سے ہی پہچانا جاتا رہا۔ علوم نقلیہ میں امام احمد رضا کی مہارت اور ثقاہت سے انکار تو ان کے مخالفین بھی نہ کر سکے اور علوم عقلیہ کے ارباب حل و عقد جتنا امام احمد رضا سے متعارف ہوتے جا رہے ہیں اتنا ہی ان کی بے تاج بادشاہی کے معترف ہوتے جا رہے ہیں۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم

جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

تاریخ اسلام میں ایسے بیشمار نام محفوظ ہیں جن کے کارہائے

نمایاں رہتی دنیا تک یاد رکھے جائیں گے لیکن جب ذکر امام احمد رضا کا آجائے تو تاریخ و صوفیاتی ہے کہ ان جیسا دوسرا کوئی ایک ہی اسے اپنے دامن میں مل جائے۔ کوئی کسی فن کا امام ہے تو کوئی کسی علم کا ماہر لیکن امام احمد رضا ہر علم، ہر فن کے آفتاب و ماہتاب ہیں۔۔۔۔۔

جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے

امام احمد رضا ایک بالغ نظر مفتی بھی ہیں ایک ممتاز فقیہ بھی،

تفسیر و حدیث کے امام بھی ہیں، صرف و نحو کے شہنشاہ بھی، وہ محقق بھی



اسلامی کو روشن کیا جائے، دلائل سائنس کو مردود و پامال کر دیا جائے، جا بجا سائنس ہی کے اقوال سے اسلامی مسئلہ کا اثبات ہو، سائنس کا ابطال و اسکاٹ ہو، یوں قائل میں آئے گی۔“ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۷ ص ۲۲۷)

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب نے علوم عقلیہ سے متعلق امام احمد رضا کی ۱۰۰ سے زائد کتب کی فہرست مرتب کی ہے اور اسے ”ایک نامکمل فہرست“ قرار دیا ہے۔ فہرست میں ۴۳ عربی، ۲۶ فارسی، ۳۴ اردو کتب شامل ہیں جو تقریباً ۳۰ مختلف عقلی علوم سے متعلق ہیں۔ (قرآن سائنس، امام احمد رضا ص ۲۵)

قرآن کریم خود اپنے متعلق ارشاد فرماتا ہے: ”تبیانا لکل شئی“ اور ہمارا ایمان ہے کہ قرآن عظیم ”ہر چیز کا روشن بیان ہے۔“ یقیناً قرآن وہ جامع کتاب ہے جس میں ”ہر شے کا ذکر موجود ہے۔“ قرآن عظیم کامل، اکمل اور مکمل دستور حیات بھی ہے، یہ کتاب ہدایت بھی ہے اور ذریعہ نجات بھی ہے۔ قرآن ہمیں صرف عقائد و نظریات ہی نہیں بتاتا، عبادات و معاملات ہی نہیں سکھاتا بلکہ جدید سائنسی نظریات اور ایجادات سے متعلق بھی کلام مجید ہمارے لئے رہبر و رہنما ہے۔ ضرورت صرف اس سمندر سے وہ ٹمہر تلاش کرنے کی ہے جس کی روشنی سائنس کی تاریکیوں کو مٹا سکے۔

یقینی اور لازمی طور پر قرآن مجید ہر علم و فن کا منبع اور سرچشمہ ہے اور ہر علم و فن کے متعلقین قرآن سے رجوع کرتے ہیں۔ جو قاری قرآن کی زبان و لغت سے واقف نہیں ہوتا وہ اپنی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ تلاش کرتا ہے تاکہ رب کریم کے کلام عظیم کی منشاء و مراد کو سمجھ سکے۔ یہی ضرورت قرآن عظیم کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کئے جانے کی وجہ ہے، اب مترجم قرآن اگر کلام الہی کی مراد کو نہ پہنچ سکے تو لازمی طور پر قاری قرآن جو ترجمہ کے ذریعہ اس کی منشاء و مراد سمجھنا چاہتا ہے وہ اپنا مقصود حاصل نہیں کر سکتا اور قرآن عظیم کی منشاء و مراد کو وہی پہنچ سکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا کرم خاص ہو، صاحب قرآن ﷺ کا لطف و فیضان حاصل ہو۔ یہ خصوصیات اردو زبان کے مترجمین قرآن میں صرف امام احمد رضا ہی کو حاصل ہیں۔ امام احمد رضا کا ترجمہ ”کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن“ وہ واحد ترجمہ قرآن ہے جو سائنس سے

مسائل جدیدہ سے مسلمانوں کا پورے ۱۲۰۰ سال میں بھی واسطہ نہیں پڑا ہوگا جتنے مسائل کا انہیں تیرہویں اور چودھویں صدی میں سامنا کرنا پڑا، فلسفیان مغرب نے مذہب کو دقیا نو سیت قرار دے دیا ان کے عوام نے مذہب کو کلیسا کی زینت بنا دیا، انفرادی اور اجتماعی طور پر مذہب سے تعلق مطلقاً ختم کر دیا گیا، ساری دنیا خصوصاً اہل اسلام کا رشتہ مذہب سے توڑ دینے اور سائنسی نظریات اور مغربی فلسفہ آزادی کو دنیا کا واحد قانون بنانے کی کوششیں ہونے لگیں اور اس پر طرفہ یہ کہ قلمی بلاد اسلامیہ میں ایسے رہبر نما رہزن افراد تیار کئے گئے جو مسلمانوں کے دلوں سے ایمان کی جان ”محبت مصطفیٰ ﷺ“ کو کھرچ دینے کے لئے جبہ و دستار کے بہروپ میں تھے۔ انہی لوگوں کے لئے لسان القوم ڈاکٹر محمد اقبال نے کہا تھا۔

لباسِ خطر میں یاں سیکڑوں رہزن بھی پھرتے ہیں  
اگر جینے کی خواہش ہے تو کچھ پہچان پیدا کر  
امام احمد رضا کو بنیادی طور پر دو محاذوں پر لڑنا تھا۔ ایک طرف رہبر نما رہزنوں سے مقابلہ تھا تو دوسری جانب سائنسی خرافات، جو مسلمانوں کے ایمان کو نگھنے کیلئے منہ پھاڑے کھڑی تھیں۔ اسی لئے خالق مطلق نے امام احمد رضا کو قدیم اسلامی علوم و فنون کا تو امام بنایا ہی جدید عصری علوم کا بھی مجدد بنایا۔ ان کی کتب و فتاویٰ کا مطالعہ اگر عصبیت سے دامن چھڑا کر انصاف کے ساتھ کیا جائے تو علوم عصریہ میں بھی ہر فن کے امام نظر آتے ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق امام احمد رضا کے نعتیہ دیوان ”حداائق بخشش“ میں ۲۱۵ علوم سے متعلق اشعار موجود ہیں۔ (فن شاعری اور حسن الہند ص ۲۸۷) جہاں دیگر علوم و فنون امام احمد رضا کی بارگاہ میں سر جھکائے کھڑے نظر آتے ہیں وہیں سائنس بھی آپ کی بارگاہ میں کنیر کی حیثیت رکھتی ہے۔

امام احمد رضا سائنس کو کس نظر سے دیکھتے ہیں، ملاحظہ کیجئے: ”سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات و نصوص میں تاویلات اور اذکار کر کے سائنس کے مطابق کر لیا جائے۔ یوں تو معاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام، وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اُسے خلاف ہے سب میں مسئلہ



”ریت کے ذرات جو پانی کی طرح چمکتے معلوم ہوں۔“ مفردات القرآن کی عبارت ملاحظہ فرمائیں: ”جب شدت گرمی میں دوپہر کے وقت بیاباں میں جو پانی کی طرح ریت چمکتی ہوئی نظر آتی ہے اس کو ”سراب“ کہتے ہیں۔“ اردو زبان کے تمام مترجمین سرابا کا ترجمہ صرف ریت کرتے ہیں جبکہ امام احمد رضا کا ترجمہ نہ صرف یہ ثابت کرتا ہے کہ امام احمد رضا اس عمل سے واقف تھے بلکہ یہ بھی بتاتا ہے کہ قرآن انہی کا جو ادراک انہیں اللہ تعالیٰ نے عطا کیا وہ صرف انہی کا خاصہ ہے۔

در اصل قیامت کے دن چونکہ زلزلوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوگا جس کی وجہ سے پہاڑ سرکنا شروع ہوں گے، ٹوٹ کر گریں گے زمین پر تھر تھراہٹ کے باعث بڑے بڑے گڑھے پڑ جائیں گے زمین اسی دوران اپنا لاوا (Lava) اُگلے گی اور جب تمام لاوا ٹھنڈا ہو جائے گا اور زمین کی سطح پھر کسی حد تک ہموار ہو جائے گی لوگ دوبارہ زندہ کر کے اس زمین پر لائے جائیں اور سخت پیاس میں مبتلا ہوں گے تو یہ زمین دور سے چمکتی ریت کی طرح پانی کا دھوکا دے گی۔ لوگ پانی کی طرف دوڑیں گے مگر پانی ان کو نہ مل سکے گا کیونکہ اس وقت زمین تانبہ کی کی ہوگی اور اس تانبے کی زمین پر سورج کی شعائیں پڑنے کے باعث اس کی سطح پر پانی کا گمان ہوگا۔ اس سارے منظر کے پیش نظر امام احمد رضا نے ”سراب“ کا ترجمہ نہایت ہی سائنٹفک طریقہ پر کیا ہے۔

امام احمد رضا نے ”سراب“ کا ترجمہ کرتے وقت سورۃ القارعہ کی آیت: ”وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ“ {اور پہاڑ ہوں گے جیسے دھنکی ہوئی روئی۔} اور سورۃ المرسلات کی آیت: ”وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ“ {اور جب پہاڑ غبار بن کر اڑا دیے جائیں۔} میں بیان کی گئی قیامت کے دن پہاڑوں کی حالت کو مد نظر رکھ کر کیا ہے۔ یہاں سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ ترجمہ کے وقت امام احمد رضا کے نظر پر قرآن پر ہی صرف وہی آیت یا لفظ محل نظر نہیں تھا جس کا ترجمہ کیا جا رہا ہے اسی لئے امام احمد رضا کے ترجمہ میں کہیں کسی آیت کا ترجمہ دوسری جگہ کسی آیت کے متن یا ترجمہ سے گرا تا نہیں ہے۔

۲..... وَالْأَرْضُ حُضْنٌ بَعْدَ ذَلِكَ ذَخَاخَا {الفرجات: 30}

{اور اس کے بعد زمین پھیلائی۔} {کنز الایمان}

معلق قرآنی اسرار کی وضاحت کرتا ہے دیگر تمام قرآنی تراجم اس سے بے بہرہ ہیں۔

ڈاکٹر مجید اللہ قادری ایک ماہر ارضیات ہیں، کراچی یونیورسٹی کے شعبہ ارضیات سے وابستہ ہیں ایک عرصہ سے علم ارضیات پڑھا رہے ہیں۔ وہ جب بحیثیت ماہر ارضیات امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں تو اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں: ”یہ ترجمہ ایک طرف فنی اعتبار سے مستند ترین ترجمہ ہے تو دوسری طرف مکمل سائنسی ترجمان ہے۔“ {قرآن سائنس اور امام احمد رضا: 20}

مزید لکھتے ہیں: ”امام احمد رضا کے علوم و فنون کا مرکز قرآن حکیم ہے۔ امام احمد رضا ترجمہ قرآن میں اس بات کا خاص اہتمام کرتے ہیں کہ جس آیت سے جس علم پر روشنی پڑتی ہے اس آیت کا ترجمہ اسی علم کی مصطلحات میں کرتے ہیں۔“..... ”امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن میں آپ کی صلاحیتوں کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ امام موصوف دینی معلومات کے ساتھ ساتھ عقلی اور سائنسی علوم کے بھی مجدد اور امام ہیں۔ راقم کے ترجمہ قرآن کے مطالعہ کے دوران کئی آیات سامنے آئیں جن کا علوم ارضیات سے گہرا تعلق تھا اور علم ارضیات کی اصطلاح میں صرف امام احمد رضا کا ترجمہ ہی واحد ترجمہ ہے جب کہ تمام اردو زبان کے مترجمین نہ صرف علم ارضیات بلکہ کسی بھی علم کی اصطلاحات میں ان آیات کا ترجمہ نہ کر سکے۔“ {قرآن کریم، امام احمد رضا اور سائنسی مصطلحات: ص 2}

ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے مذکورہ مقالات سے چند مثالیں مختصراً پیش خدمت ہیں جن کے ذریعہ قارئین با آسانی جان لیں گے کنز الایمان واحد ترجمہ ہے جو سائنٹفک ترجمہ قرآن ہے۔

۱..... وَشِيبَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَاهَا {سورۃ النبیاء: 20} ترجمہ کنز الایمان: اور پہاڑ چلائے جائیں گے کہ ہو جائیں گے جیسے چمکتا رہتا پانی کا دھوکہ دیتا۔

امام احمد رضا کا یہ ترجمہ نہ صرف علم ارضیات و طبیعیات کے اصول و قوانین کے مطابق ہے بلکہ تفاسیر اسلاف اور لغت کے بھی مین موافق ہے۔ تفسیر مدارک میں ”سراب“ کی وضاحت ملاحظہ کیجئے:



بعض اوقات بڑی بڑی دراڑوں (Deep Faults) کے ذریعہ وہ لاوا اور پراگتا جاتا ہے جو زمین کے نیچے ہر جگہ موجود ہے کہیں اس کی گہرائی ہزاروں فٹ ہے تو کہیں کئی سو میل۔

امام احمد رضا نے ”رواسی“ کا ترجمہ ”لنگر“ کیا ہے جب کہ دیگر مترجمین نے ”مٹی بھاری بوجھ یا پہاڑ کیا ہے۔ مثلاً:

”بھاری بوجھل پہاڑ“ ڈپٹی نذیر احمد دہلوی  
 ”بھاری بوجھ“ محمود الحسن دیوبندی  
 ”جیسے ہوئے پہاڑ“ ابوالکلام آزاد  
 ”بھاری بھاری پہاڑ“ مقبول احمد دہلوی  
 ”پہاڑ“ محمد یحییٰ جوٹا گڑھی  
 ”مضبوط پہاڑ“ مولوی فیروز الدین

امام احمد رضا کا ترجمہ اس سائنسی عمل کو ظاہر کرتا ہے جو قدرت نے زمین کا توازن برقرار رکھنے کیلئے فرمایا ہے کیونکہ آپ اس عمل سے واقف تھے جبکہ دیگر مترجمین اس حقیقت تک نہ پہنچ سکے۔

۳..... يَا مَعْشَرَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ ۝ (مرحوم 33) (اے جن وانس کے گروہ! اگر تم سے ہو سکے کہ آسمان و زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو جاؤ جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے۔) {نور ۱۱۱}

امام احمد رضا کا ترجمہ یہ ثابت کرتا ہے کہ زمین کے کناروں نکلنا سے آسان تو نہیں مگر نکلنا جاسکتا ہے لیکن جن وانس زمین کی وسعتوں سے نکل کر جہاں کہیں بھی پہنچ جائیں مگر خالق کائنات کی سلطنت سے، اس کی خدائی سے باہر نہیں جاسکتے۔ انسان ترقی کرتے کرتے اس قابل تو ہو گیا کہ زمین کے کناروں سے نکل جائے اور اس کی مثال چاند پر انسان کا پہنچ جانا ہے۔ جب کہ دیگر مترجمین کے ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان زمین کے کناروں سے نکل نہیں سکتا، مثلاً: فَانْفُذُوا لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ ۝

”مگر بدوں زور کے نکل نہیں سکتے (اور زور ہی نہیں)“ اشرف علی تھانوی  
 ”اور زور کے سوا تم نکل نہیں سکتے“ فتح محمد جالندھری  
 ”مگر کچھ ایسا ہی زور ہو تو نکلو“ ڈپٹی نذیر احمد

اردو زبان کے مترجمین نے ”دھلہ“ کا معنی پھیلنے کے بجائے ”جھاڑ“ کیے ہیں۔ جبکہ پھیلنا اور جھانا دو مختلف مفہوم رکھتے ہیں۔ جھانے سے جو مفہوم ذہن میں آتا ہے وہ یہ کہ کوئی چیز تہہ بہ تہہ جمتی ہے اور پھیلنے سے حجم (رقبہ) بڑھتا ہے۔ علم ارضیات کے ماہرین کا کہنا ہے کہ زمین جب سے وجود میں آئی ہے برابر پھیل رہی ہے۔ یہ عمل اس طرح جاری ہے کہ دنیا کے تمام بڑے بڑے سمندروں (OCEANS) یعنی بحیرہ ہند، بحیرہ اوقیانوس وغیرہ میں پتھوں کی 5 تا 6 میل گہرائی کے نیچے سمندری خندقیں ہیں۔ جن کو Oceanic Trenches کہا جاتا ہے موجود ہیں۔ یہ خندقیں ہزاروں میل لمبی ہیں، ان خندقوں سے ہر وقت گرم گرم گھلا ہوا لاوا (Lava) نکل رہا ہے۔ جب نیا لاوا نکلتا ہے تو وہ پہلے سے جمع شدہ لاوے کی تہہ کو دونوں جانب سرکاتا (کھسکاتا) ہے۔ خندق کے کنارے پر جو یہ عمل ہوتا ہے تو اس سرکنے سے پورا خشک براعظم بھی سرکتا ہے اور سمندر پیچھے کی جانب چلا جاتا ہے یعنی زمین کی سطح بلند ہو جاتی ہے۔

[The Revolving Earth, Page 63]

اسی وجہ سے براعظم برابر پھیل رہے ہیں، اس پھیلنے کی رفتار مختلف براعظموں کی مختلف ہے، کوئی براعظم 3 اور کوئی 4 سینٹی میٹر سمندر سے اونچا ہو جاتا ہے۔ سمندر کی 6 میل گہرائی تہہ میں قدرت کا یہ عمل کوئی اور نہ دیکھ سکا امام احمد رضا نے علوم باطنی کی روشنی میں یہ سائنسی عمل ملاحظہ فرمایا، اسی لئے آیت کا ترجمہ علم ارضیات کی اصطلاح کے مطابق کیا ہے۔

۳..... وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ يَقْبِذَ فِيهِمُ (الانبیاء: 31) (اور ہم نے زمین میں لنگر ڈالے کہ انہیں لے کر نہ کاٹنے۔) {نور ۱۱۱}

علم ارضیات کے مطابق زمین اپنی پیدائش کے وقت سے مسلسل ہلکولے کھا رہی تھی، اس میں جنبش اور تھر تھراہٹ تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر پہاڑ پیدا فرما کر اسے سکون بخشا۔ پہاڑ زمین کے نیچے موجود لاوے میں اسی طرح لنگر انداز ہیں جیسے سمندری جہاز سمندر میں لنگر انداز ہوتا ہے۔ سمندری جہاز کے لنگر (Anchor) جس طرح جہاز کو روکے رکھتے ہیں اسی طرح یہ پہاڑ زمین کا توازن برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ جہاں کہیں اس توازن میں فرق آتا ہے وہاں زلزلہ آ جاتا ہے اور



”تم بغیر قوت اور غلبہ کے نکل ہی نہیں سکتے“ فرمان علی شہید  
”نہیں بھاگ سکتے اس کے لئے بڑا زور چاہئے“ مودودی

منشاء الہی تک پہنچنا تو دور کی بات ہے یہ مترجمین تو یہ بھی نہیں  
جانتے کہ کہاں لفظ کا کون سا معنی لیا جانا چاہئے اسی لیے یہاں ”سلطان“ کا  
معنی ”سلطنت“ کے بجائے ”زور اور غلبہ“ معنی کرتے رہے۔

۵..... وَالْقَمَرُ إِذَا اتَّسَقَ ۖ لَنُفَعَنَّ طَبَقًا ۖ لَّعَنَّا لَهُمْ لَا  
يُؤْمِنُونَ ۝ (الانشقاق: 20-19-18) (اور چاند کی قسم جب کاٹل ہو جائے ضرور  
تم منزل پہ منزل چڑھو گے ۝ تو کیا ہوا انہیں ایمان نہیں لاتے) {کنز الایمان}

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان زمین کے کناروں سے  
نکلے گا تو کہاں تک پہنچ سکے گا؟ کیا اس کی پہنچ دوسرے سیاروں تک بھی قدم  
رکھ سکے گا؟ تو قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ جب انسان فضاؤں کا سینہ چیرتا  
ہو اباہر نکلے گا تو اس کی اگلی منزل چاند ہوگی اور جو (نیل آرمسٹرانگ اور ایڈن  
ایڈلڈن) وہاں پہنچیں گے وہ مومن نہیں ہو گئے لیکن یہاں بھی اگر کسی کی رسائی  
حقیقت تک ہوئی تو وہ باہم احمد رضا ہی تھے۔ بات آپ نے بھی وہی کہی جو  
دیگر مترجمین نے کہی لیکن الفاظ کا چٹاؤ نہ صرف عبارت میں نکھار پیدا کر رہا  
ہے بلکہ سائنسی پہلو بھی اجاگر کر رہا ہے۔

دیگر چند مترجمین کے تراجم ملاحظہ ہوں: ”لَنُفَعَنَّ طَبَقًا ۖ لَّعَنَّا لَهُمْ“

”البتہ سوار ہو گے تم ایک حالت پر ایک حالت سے“ شاہ رفیع الدین  
”کہ تم لوگوں کو ضرور ایک حالت کے بعد دوسری حالت پر پہنچنا ہے“ اشرف  
علی تھانوی

”کہ تم درجہ بدرجہ (رتبہ اعلیٰ) پر چڑھو گے“ فتح محمد جالندھری  
”کہ تم لوگ اسی طرح درجہ بدرجہ منزل ہستی کو طے کرو گے“ ڈپٹی نذیر احمد  
”کہ تم لوگ ضرور ایک سختی کے بعد دوسری سختی میں پھنسو گے“ فرمان علی

قارئین کرام! جہاں یہ مثالیں ”کنز الایمان فی ترجمہ القرآن“  
کو اردو زبان کا واحد سا تنقید ترجمہ ثابت کرتی ہیں وہیں یہ بھی پتہ چلتا ہے  
کہ امام احمد رضا میں ہر وہ شرط موجود ہے جسے ائمہ کرام نے مترجم یا مفسر  
قرآن کیلئے ضروری قرار دیا ہے باقی تمام شرائط جو کوشش و کاوش کے ذریعہ  
حاصل کی جاسکتی ہیں وہ تو سب ایک طرف رہیں امام احمد رضا میں وہ شرط بھی  
پائی جاتی ہے جس کی تحصیل ممکن نہیں یعنی ”علم لدنی“ یہ نعمت تو اسی کو ملتی ہے وہ  
جس پر خصوصی کرم الہی ہوتا ہے، جس پر مصطفیٰ کریم ﷺ کی رحمتوں کی برسات  
ہوتی ہے اور امام احمد رضا کو یہ نعمت وافر مقدار میں عطا فرمائی گئی تھی اسی لئے  
وہ فرماتے ہیں۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام  
لہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

..... کنز الایمان پر اعتراضات ☆.....

اور تمہاری طرح نہ انہیں ایسا بشر کہنے کے قائل جو عجز و نادانی میں دوسروں کے برابر ہو۔ ہمارے نزدیک دونوں مردود جو ان کی بشریت کا منکر ہو، وہ بھی اور جو  
انہیں اپنے جیسا کہے وہ بھی، لیکن معترض بہادر! آپ نے دعویٰ پر بطور سند جو شعر پیش کیا ہے اس کے بارے میں صرف اتنا کہنا ہے کہ اگر یہ انکار بشریت ہے تو  
شاہ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کا یہ فرمانا کہ: ”تیری بشریت کا اصلاً وجود نہ رہے۔“ بدرجہ اولیٰ انکار ہوگا۔ حالاً چہی گوید علماء ملت دیوبند یہ آگے بھر جناب نے  
ماہر القادری کے دو شعر نقل کئے ہیں۔ جو درج ذیل ہیں۔

محمد مصطفیٰ کی شان رفعت اور ہی کچھ ہے      بظاہر تو بشر ہیں اور حقیقت اور ہی کچھ ہے  
پردہ بیم ہٹ گیا وصل حبیب ہو گیا      نور سے نور جا ملا وصل علی محمد  
پہلا شعر ہمارے نزدیک بالکل درست ہے اور اقوال علماء کا جواب بھی گزرے عین مفاد ہے۔ ہاں دوسرا شعر البتہ ابہام سے خالی نہیں ضرور خلاف  
احتیاط ہے، جس سے پختا ضروری واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم

پھر لکھتے ہیں: ”ان لوگوں نے ذاتی و عطائی کی منطق کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کو صفات خداوندی کے درجہ تک پہنچا دیا ہے۔..... الخ“ معترض  
بہادر! شروع سے آخر تک یہی الزام طرح طرح سے دہرائے جا رہے ہیں کہ معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کے نزدیک خدا ہیں اور ہر مرتبہ تا کام ہوئے اور  
وہ الزام خود اپنے سر لا دچکے ہیں۔ اب کئی صورت میں یہ الزام دیا ہے اور اس مرتبہ بھی عقل کو ہاتھ سے دیا ہے۔ صاحب بہادر! اللہ کی کوئی صفت عطائی نہیں  
کہ کسی کی دین ہو اس کی ہر صفت ذاتی ہے تو عطائی کو بھی اللہ کی صفت کہنا یہ وہ شرک ہے جس سے تم اپنے دُعم میں بھاگے تھے۔ یہ دیکھو وہ تمہارے سر پر آ رہا  
کیونکہ جب اللہ کی صفت بھی عطائی ٹھہری اور عطائی غیر کی دین ہوتا ہے تو لازم ہو کہ اللہ سے اوپر بھی کوئی ہو جس نے اسے صفات بخشیں۔ واللہ اعلم بالصواب اور  
یہ عین شرک اور قاطع تو حید ہے۔ ع..... لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا..... وَلَا تَزُولُ إِلَّا بِأَمْرِ اللَّهِ فَتَظُنُّ أَنَّكَ عِنْدَ ذِي عَرْشِهِ عَاطِيٌّ كَيْفَ تَقْسِمُ



## حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کا دورہ مصر و شام 2009

عمرہ اور زیارت مدینہ کے بعد حضور تاج الشریعہ مصر اور شام علمی، تبلیغی و روحانی دورے کیلئے شام تشریف لے گئے۔

بدھ 29 / اپریل 2009ء ..... حضور تاج الشریعہ دن 10:45 بجے دمشق ایئر پورٹ، شام پہنچے۔ شیخ عمر عراقی (سابق مدنی جامعہ الرضا، بریلی شریف) مولانا عامر اخلاق صدیقی، سید عامر علی شاہ، اجلال طیب اختر القادری آپ کے استقبال کے لئے ایئر پورٹ پر موجود تھے۔

بعد نماز عصر شام میں زیر تعلیم ہندو پاک کے طلباء حضور تاج الشریعہ سے ملاقات کیلئے حاضر ہوئے اور نماز مغرب تک حضور سے مستفیض ہوتے رہے بعد ازاں طلباء نے آپ کی اقتداء میں نماز مغرب ادا کی پھر دست بوسی و دعاؤں کی درخواست کیساتھ رخصت ہوئے۔

حضور تاج الشریعہ کو علم علمائے شام الشیخ عبدالرزاق حلبي (آپ کی عمر تقریباً 100 سال ہے اور آپ شام میں جہتی امام، علم کے لقب سے مشہور ہیں) نے عشائیہ پر مدعو کیا۔ حضور تاج الشریعہ کو لینے کے لئے مفتی دمشق الشیخ عبد الفتاح الہزم (آپ سال گذشتہ میں دمشق کے موقع پر حضور تاج الشریعہ کی دعوت پر بریلی شریف تشریف لائے تھے) کے صاحبزادے الشیخ وائل بزم تشریف لائے تھے اس موقع پر شیخ عبدالرزاق حلبي، شیخ عبدالفتاح الہزم و دیگر نے آپ کا والہانہ استقبال کیا۔ مفتی دمشق نے حضور تاج الشریعہ کا تعارف کرایا۔ بقول مفتی دمشق شیخ عبدالفتاح الہزم، جب حضور تاج الشریعہ اور الشیخ عبدالرزاق حلبي معانقہ فرما رہے تھے تو یوں محسوس ہوا تھا کہ 2 درویش مل رہی ہوں اور مدتوں کی شناسائی ہو، حالانکہ دونوں بزرگوں کی یہ پہلی ملاقات تھی۔ رات گئے تک یہ علمی محفل جاری رہی۔

جمعرات 30 / اپریل 2009ء ..... حضور تاج الشریعہ تقریباً دن 11 بجے شام کے شہر حمص کے لئے روانہ ہوئے۔ یہاں حضرت سب سے پہلے قاضی القضاۃ حمص الشیخ سعید الکحیل کے یہاں تشریف لے گئے۔ آپ نے حضور تاج الشریعہ کا شاندار استقبال فرمایا اور معانقہ و

دست بوسی فرمائی۔ دوران ملاقات حضور تاج الشریعہ نے سیدنا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتب الامن والعلیٰ لنا عینی المصطفیٰ بدافع البلاء اور قوارع القہار فی الرد الممجسمۃ الفجار (بن کی تریبہ، تحقیق و تلیق حضور تاج الشریعہ نے فرمائی ہے)، اپنی کتب ادلہ مشاروع، اصحابی کالنجوم اور عربی قصائد کا مجموعہ شیخ سعید کو پیش کیا۔ جواب میں شیخ سعید نے حضور تاج الشریعہ سے دعاؤں کی درخواست کی اور اپنی کچھ کتب پیش کیں۔ حضور تاج الشریعہ نے شیخ سعید الکحیل کو اجازت حدیث عطا فرمائی اور بریلی شریف آنے کی دعوت بھی دی۔

بعد ازاں حضور تاج الشریعہ نے شیخ سعید کے ہمراہ عظیم الشان جامع مسجد حمص ”جامع سیدنا خالد بن ولید“ میں حضرت خالد بن ولید کے مزار شریف پر حاضری دی۔ (شیخ سعید اس مسجد کے خلیفہ و امام ہیں) یہاں حضور تاج الشریعہ نے نماز ظہر کی امامت فرمائی اس موقع پر جم غفیر نے حضور تاج الشریعہ سے ملاقات و دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔

بعد ازاں حضور تاج الشریعہ حمص کے مشہور قبرستان ”مقبرۃ القدیف“ تشریف لے گئے۔ اس قبرستان کے بارے میں مشہور ہے کہ یہاں تقریباً 800 صحابہ کرام مدفون ہیں۔ حدیث مبارکہ میں اس قبرستان کی فضیلت میں آیا ہے کہ یہاں مدفون 70 ہزار خوش نصیب بغیر حساب و کتاب جنت میں جائیں گے۔ (او کما قال النبی ﷺ) یہاں سے حضور تاج الشریعہ واپس دمشق روانہ ہوئے۔

بعد نماز مغرب رہا نگاہ پر ملاقات کے لئے آنے والوں کو حضرت نے زیارت و دست بوسی کا شرف بخشا۔ بعد نماز عشاء آپ ”جامعہ التوبہ“ دمشق کی دعوت پر وہاں منعقدہ ”مجلس الوفاء“ میں شرکت کیلئے تشریف لے گئے۔ (یہ مجلس جامعہ التوبہ میں ہر اسلامی مہینہ کی پہلی جمعرات کو منعقد ہوتی ہے) مسجد جامعہ التوبہ کے امام و خلیفہ شیخ بشام ربانی (آپ حضور تاج الشریعہ کے جامعہ اہلہ کے زمانہ طالب علمی کے ساتھی بھی ہیں) نے حضور تاج الشریعہ کا پر تپاک



محفل مبارکہ میں حضور تاج الشریعہ سے ملاقات کیلئے الشیخ فاتح الکلتانی بھی تشریف لائے۔ (شیخ الکلتانی سید ہیں آپ کی عمر سال کے قریب ہے) حضور تاج الشریعہ نے شیخ الکلتانی کے متعلق فرمایا، مجھے چاہیے تھا کہ میں ان کی زیارت کیلئے جاتا۔

محفل میں مفتی دمشق شیخ عبدالفتاح المزم، شیخ اسماعیل زہبی اور شیخ نضال آل رشی نے بھی خطاب فرمایا۔ مفتی دمشق نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ، آپ (حضور تاج الشریعہ) کے آنے سے ہمارا شام روشن و منور ہو گیا۔ نیز انھوں نے بریلی میں اپنی حاضری کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ، جب میں نے آپ سے محبت کرنے والوں کو دیکھا تو مجھے صحابہ کی محبت کی یاد تازہ ہو گئی کہ ایمان یہ کہتا ہے کہ اپنے اساتذہ اور مشائخ کی اسی طرح قدر کرنی چاہیے۔ محفل کا اختتام حضور تاج الشریعہ کے عربی سلام اور آپ کی دعا پر ہوا اور آپ کی کتب علماء کو پیش کی گئیں۔

ہفتہ 2 / مئی 2009ء ..... دن تقریباً 11 بجے ”دیر الزور“ (عراق) صحنہ کے قریب واقع شام کا شہر) سے علماء کا وفد ملاقات کے لئے تشریف لایا۔ بعدہ دمشق کے ”معهد الدولي لتعليم اللغة العربية والشریعة“ کے مدیر تشریف لائے۔ دوران ملاقات مختلف علمی موضوعات زیر بحث آئے۔

شام 4:30 بجے صاحبزادہ مفتی دمشق شیخ وائل بزم حضور تاج الشریعہ کو الشیخ رمضان سعید بوٹی (آپ شام کے علمی محفلوں میں امام کی حیثیت رکھتے ہیں) سے ملاقات کے لئے لے جانے حاضر خدمت ہوئے۔ یہاں بھی علمی گفتگو رہی اور شیخ رمضان سعید بوٹی نے حضور تاج الشریعہ سے ملاقات پر اظہار مسرت فرمایا۔ اس موقع پر دونوں بزرگوں کے درمیان کتب کا تبادلہ بھی ہوا۔

رہائش گاہ واپسی پر حضرت نے مختصر طلباء و طالبات سے طلیعہ طلیعہ ملاقات فرمائی۔ خواہش مند مقامی اور بیرونی طلباء کو شرف بیعت سے نوازا، طلبہ نے نماز عشاء حضرت کی امامت میں ادا کی۔

بعد نماز عشاء شیخ علاؤ الدین حانک حضور تاج الشریعہ کو رات کے کھانے کیلئے اپنے گھر لے گئے۔ اس موقع پر مفتی دمشق بھی موجود تھے۔ یہاں سے حضور تاج الشریعہ، الشیخ ابوالصمدی البیہقی

استقبال کیا اور آپ کو منبر شریف پر جگہ پیش کی۔ شیخ ہشام برہانی نے جامعہ سے فارغ ہونے والے قرآن حفظ اور سیدہ عشرہ کے طلباء کو حضور تاج الشریعہ کے دست اقدس سے انعامی کتب دلوائیں۔ اس محفل میں حضور تاج الشریعہ نے اپنا عربی قصیدہ بھی سنایا نیز محفل کے اختتام پر دعا بھی فرمائی۔ اس موقع پر بھی بے شمار افراد نے آپ سے ملاقات اور دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔

جمعہ 1 / مئی 2009ء ..... دن میں حضور تاج الشریعہ زیارات کیلئے تشریف لے گئے۔ سب سے پہلے دمشق میں ”باب الصغیر“ کے قبرستان تشریف لے گئے جہاں کئی صحابہ کرام اور اہل بیت خصوصاً حضرت بلال حبشی، ام المومنین سیدہ حفصہ، ام المومنین سیدہ ام سلمہ اور عبداللہ بن جعفر طیار رحمہم اللہ وغیرہ کے مزارات ہیں۔ اس کے بعد آپ ”جامع اموی“ تشریف لے گئے۔ یہ دنیا کی قدیم ترین مسجد میں شمار ہوتی ہے۔ یہاں حضرت یحییٰ بن زکریا علی نبینا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام کا مزار شریف واقع ہے۔ حضور تاج الشریعہ نے 2 رکعت نفل ادا فرمائے اور مزار شریف پر حاضری دی۔ یہاں سے آپ شیخ محی الدین ابن عربی کے مزار شریف واقع ”قاسیون“ کیلئے روانہ ہوئے۔

بعد نماز مغرب حضرت کی جانب سے علماء شام کے لئے دعوت کا اہتمام کیا گیا۔ محفل کا آغاز تلاوت کلام پاک و نعت مصطفیٰ ﷺ سے ہوا۔ محفل میں علماء شام کی بڑی تعداد تشریف فرما تھی، چند اکابر علماء کے نام درج ذیل ہیں۔

- |                            |                                |
|----------------------------|--------------------------------|
| (۱) الشیخ عبدالهادی الخرسہ | (۲) الشیخ عبدالفتاح المزم      |
| (۳) الشیخ عبدالجلیل العطا  | (۴) الشیخ نضال آل رشی          |
| (۵) الشیخ عبدالقادر طاہر   | (۶) الشیخ عبدالنواب الروطان    |
| (۷) الشیخ علاؤ الدین حانک  | (۸) الشیخ محمد خیر طرشان       |
| (۹) الشیخ اسماعیل زہبی     | (۱۰) دکتور عبدالرزاق الحمن شوا |

محفل میں الشیخ علاؤ الدین حانک اور الشیخ محمد خیر طرشان نے (یہ حضرات حضور تاج الشریعہ کی دعوت پر 2009ء میں عربی رضوی کے موقع پر بریلی شریف تشریف لائے تھے) حضور تاج الشریعہ کا شاعرانہ تعارف پیش کیا اور ہندوستان میں حضرت کی علمی اور روحانی خدمات پر روشنی ڈالی۔



چچا تھا، جو مشرک تھا۔ یہ مسئلہ بھی حضرت شیخ الازہر نے قبول فرمایا۔ ان دونوں موضوعات پر حضور تاج الشریعہ کی تصانیف موجود ہیں جو مصر اور بیروت سے شائع ہو چکی ہیں۔ حضرت شیخ الازہر آپ کے علمی مقام اور ورع و تقویٰ سے بے حد متاثر نظر آئے۔ شیخ الازہر نے علمائے ہند اور علماء مصر کے درمیان روابط پر زور دیا اور خود ہندوستان تشریف لانے کا وعدہ فرمایا۔ نیز جامعہ ازہر اور حضور تاج الشریعہ کے ادارہ جامعہ الرضا، بریلی شریف کے درمیان ہر قسم کے علمی تعاون کی یقین دہانی بھی کرائی۔ حضور تاج الشریعہ نے اپنی اور سیدی اعلیٰ حضرت کی کتب بھی شیخ الازہر کو پیش کیں۔

شام 4 ربیعہ جامعہ ازہر کے مرکز صالح عبد اللہ کامل میں حضور تاج الشریعہ کے اعزاز میں عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں طہ ابو کریشہ (نائب رئیس جامعہ ازہر)، شیخ طہ حبیشی الدسوقی، دکتور فتی حجازی، دکتور احمد ربیع احمد یوسف، دکتور حازم احمد محفوظ، شیخ جمال فاروق الدقاق، شیخ محمود حبیب کے علاوہ جامعہ ازہر، جامعہ صین الفس، جامعہ قاہرہ، جامعہ دول العربیہ کے اساتذہ اور دنیا بھر سے تعلق رکھنے والے طلباء نے شرکت کی۔ علامہ جلال رضا الازہری نے نظامت کے فرائض سرانجام دیئے۔ کانفرنس سے پروفیسر عبدالقادر نصار، علامہ طہ حبیشی الدسوقی، علامہ سعد جاویش وغیرہم نے خطاب فرمایا۔ خصوصی خطاب حضور تاج الشریعہ نے فرمایا۔ 35 منٹ دورانیہ کے اس بیان میں حضور تاج الشریعہ نے فصاحت و بلاغت اور علم و فن کے وہ جوہر دکھائے کہ حاضرین عیش و عشرت کرا گئے۔ بعد ازاں سوال و جواب کی نشست ہوئی اور آخر میں علامہ گل محمد الازہری نے کلمات تشکر ادا کئے۔ اس موقع پر حاضرین کے لئے پر تکلف طعام کا اہتمام بھی تھا۔ کانفرنس کے بعد علماء کرام اور طلباء سے حضور تاج الشریعہ نے ملاقات فرمائی۔ یہ کانفرنس اس اعتبار سے منفرد تھی کہ برصغیر کے کسی عالم دین کے اعزاز میں اپنی نوعیت کی یہ پہلی کانفرنس تھی۔

منگل 5 مئی 2009ء..... 1 ربیعہ دوپہر حضور تاج الشریعہ کی خصوصی ملاقات جامعہ ازہر کے صدر الشیخ احمد طیب اور مشہور عرب قلم کار الشیخ عبد اللہ کامل سے ادارۃ الجامعہ میں ہوئی..... بقیہ صفحہ ۳۶ پر ملاحظہ فرمائیں

(آپ شام کے جید عالم دین ہیں۔ اہانت حدیث کیلئے محفل منعقد کرتے ہیں صحابہ و غیرہ کی اہانت ہلسا کر عنایت کرتے ہیں) سے ملنے ان کے گھر پہنچے۔ علمی گفتگو اور کتب کا تبادلہ بھی ہوا۔ آپ نے ایک طفرہ جس پر عربی قصیدہ نقش تھا حضور تاج الشریعہ کی خدمت میں پیش کیا رواں گئی کے وقت الشیخ ابوالصمدی الیعتوبی نے اپنے اور بچوں کیلئے دعا کی درخواست کی، حضرت نے ان کو دعاؤں سے نوازا اور پانی دم کر کے عنایت فرمایا۔

اتوار 3 مئی 2009ء..... تقریباً دن 12 بجے الشیخ ابوالخیر اختیار تشریف لائے۔ حضور تاج الشریعہ کی کتب پر اپنی علمی رائے پیش کی اور اپنی کتب بھی حضرت کی بارگاہ میں پیش کیں۔ بعدہ طلبہ سے ملاقات فرمائی اور انہیں آؤ گراف اور نصائح سے نوازا۔ ہندو پاک کے طلبہ نے بیعت، تہجد، بیعت یا طالب ہونے کا شرف حاصل کیا۔

تقریباً 3 ربیعہ حضور تاج الشریعہ مصر کیلئے روانہ ہو گئے، آج حضور تاج الشریعہ تقریباً 43 سال بعد مصر تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے جامعہ ازہر مصر سے 1966ء سے فراغت حاصل کی تھی۔

پیر 4 مئی 2009ء..... یوں تو جامعہ ازہر کے لاتعداد فرزند ایسے ہیں جن پر افراد اور خاندانوں، علاقوں اور خطوں کی کوئٹہ، خود جامعہ ازہر بلکہ تمام عالم اسلام کو بھی ناز ہے لیکن آج جس شخصیت نے جامعہ میں ورود فرمایا، اہل جامعہ ہی نہیں جامعہ کے درود یار بھی ان کے منتظر تھے، ایک بہار جانفزا جامعہ کی فضاؤں میں اتر آئی تھی۔ 11 تا 12 ربیعہ حضور تاج الشریعہ کی ملاقات مصر کے امام اکبر، شیخ الازہر علامہ سید محمد ططاوی سے ہوئی۔ مختلف موضوعات پر دونوں بزرگوں کے درمیان گفتگو رہی۔ شیخ الازہر نے 2 رسائل جن میں پہلے آپ کا مؤقف حضور تاج الشریعہ سے مختلف تھا اس ملاقات میں حضور کے موقف کی تائید فرمائی۔

1..... حدیث مبارکہ ”اصحابی کا النجوم باہم القديتم اعتديتم“ کو شیخ الازہر موضوع خیال فرماتے تھے لیکن اب آپ فرماتے ہیں: ”یہ حدیث تلقی بالقبول سے مقبول ہو گئی ہے اور موضوع نہیں ہے۔“

2..... حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد کا نام ”تارخ“ تھا۔ ”آزر“ جس کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا